قرآنی اخلاق

عبدالصمد صارم

فاضل دیوبند۔ مولوی فاضل۔ فاضل جامع ازہر

کتاب منزل لاہور

بارِ اوّل

سنہ ۱۹۴۷ء

قیمت ایک روپیہ چار آنہ

شیخ نیاز احمد نے امرت الیکٹرک پریس لاہور میں چھپوا کر
کتاب منزل کشمیری بازار لاہور سے شائع کیا

فہرست مضامین

اچھی عادتیں

فہرست مضامین

بُری عادتیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلمانوں میں عام طور سے یہ غلط خیال قائم ہوگیا ہے کہ نماز
روزہ، حج، زکوٰۃ بس انہی چیزوں کا نام اسلام ہے، اور نجات کے لئے
ی دو چار باتیں کافی ہیں - اخلاقِ حسنہ کی طرف بالخصوص عام لوگ بہت
ی کم توجہ کرتے ہیں، حالانکہ حضورؐ نے اپنی بعثت کی وجہ ان الفاظ
یں بیان فرمائی ہے "بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ" میں
تکمیل اخلاق کے لئے بھیجا گیا ہوں - ایک اور حدیث اسی بارے
یں آپ سے مروی ہے - فرماتے ہیں "تم میں سب سے اعلیٰ
وہ شخص ہے جس کے اخلاق بلند ہیں" مسلمانوں کی تعریف آپ
نے اِن الفاظ میں فرمائی ہے "مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور
زبان سے مسلمان سلامت رہیں" ۔

اسی قسم کی بہت احادیث ملتی ہیں جن سے اخلاق کی اہمیت ظاہر
ہوتی ہے - مگر میں ان چند روایات پر اکتفاء کرتا ہوں نصیحت حاصل کرنے
والوں کے لئے یہی بہت ہیں ۔

اس مختصر کتابچہ میں کلام پاک کی وہ آیتیں جمع کردی گئی ہیں جن کا تعلق اخلاق سے ہے۔ ان کے علاوہ اور آیات بھی آپ کو قرآن شریف میں مل سکتی ہیں۔ مگر میں نے ہر مضمون کی صرف ایک دو آیتیں نقل کردی ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کو قرآنی اخلاق سے کچھ مناسبت ہوجائے، جن کے چھوڑ دینے سے وہ تباہی کا شکار ہونے جا رہے ہیں۔ یہی وہ کرشمہ ہے جس سے چند دنوں میں اسلام تمام روئے زمین پر پھیل گیا تھا۔ یہی وہ جواہر بے بہا ہے جس کی تعریف اس گئے گذرے زمانہ میں اب بھی دنیا کی مشہور ہستیاں کررہی ہیں ٭

میں نے اس کتابچہ کو دو حصوں پر تقسیم کردیا ہے۔ پہلا حصہ اچھی عادتوں کے بیان میں ہے اور دوسرے حصہ میں بری عادتوں کا ذکر ہے۔ آیات کے مقابل لفظی ترجمہ نہیں لکھا گیا۔ بلکہ مختصر الفاظ میں ان کا مفہوم درج کردیا ہے۔ صرف کتاب کے پڑھنے سے اخلاق کی درستی نہیں ہوسکتی۔ ناظرین کو چاہئے کہ ان احکام کو عملی جامہ پہنائیں ٭

عبدالصمد صارم

شوال ۱۳۶۶ھ

اچھی عادتیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِحسان

وَاَحۡسِنُوۡا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (پ۲۔ بقرہ۔ ع۲۴)	اِحسان کرو، خدا احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ۔

حُسنِ سلوک کو اِحسان کہتے ہیں۔ اِس میں اِخلاقیات کے تمام شعبے سما سکتے ہیں۔ اِس لئے یہ الفاظ متعدد جگہ آئے ہیں۔ اور اِس کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے۔ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں :۔

وَاَحۡسِنۡ کَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰہُ اِلَیۡکَ ۔ (پ۲۰۔ القصص۔ ع۸)	اِحسان کر، جس طرح خدا نے تیرے ساتھ احسان کیا۔

دیکھئے کیسے عمدہ پیرایہ میں اِحسان کی ترغیب دی گئی ہے۔ آیت میں خدائی اِحسان کے مانند بھلائی کرنے کا مطالبہ ہے۔ جس سے سُبکدوش ہونا نہایت مشکل ہے ہم میں بہت لوگ ایسے ہیں جو اِحسان کرتے ہیں مگر اُس کے بدلے کے متمنی رہتے ہیں۔ یہ اِحسان نہیں ہوتا بلکہ ایک قسم کی تجارت ہوتی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں :۔

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ (پ۲۹۔ المدثر۔ ع۱)	ایسا احسان نہ کر جس کا تو بہت بدلہ چاہے۔

لیکن خود ہمیں احسان کا کیا بدلہ دینا چاہیئے۔ اِس کے متعلق ارشاد ہے:۔

هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (پ۲۷ الرحمٰن ع۳)	احسان کا بدلہ سوائے احسان کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

آج کل کچھ عجب اُوندھا طریق ہو گیا ہے کہ لوگ اپنے محسن کے ساتھ بُرائی سے پیش آتے ہیں شاید اِسی زمانے کے متعلق حضور نے فرمایا تھا۔ "جس کے ساتھ تم نے بھلائی کی ہے اُس کے شر سے بچو"۔

اِحسان کو جتانا یہ بھی بہت عام ہو گیا ہے۔ اِس کی سخت ممانعت ہے۔ بالخصوص احسان کرنے کے بعد ستانا، طعنہ زنی، ایذاء دینا تو بہت ہی بُرا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ	جو لوگ راہِ خدا میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ پھر اُس کے بعد منّت نہیں رکھتے نہ ایذا دیتے ہیں

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَا اَذًى وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ

(پ۳ - بقرۃ - ۳۶)

ایسے لوگوں کے لئے خدا کے یہاں بڑا اجر ہے۔ اُن کو کچھ خوف و غم نہیں ہوگا اچھی بات کہنا اور معاف کر دینا بہتر ہے۔ اس صدقہ سے جس کے بعد ایذا ہو۔ خدا غنی اور بردبار ہے۔ اے ایمان والو اپنے صدقات کو منت و ایذا سے باطل مت کرو جیسے دکھاوے کے لئے کوئی خرچ کرتا ہے!

الغرض احسان کر کے اُس کو جتانا یا طعنہ زنی کرنا یا ریا کے لئے خرچ کرنا۔ ان سب سے بہتر خندہ پیشانی سے بات کرنا اور معاف کر دینا ہے۔

اخلاص

وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ رپ۹۔ اعراف ۳ع } خدا کو پکارو اُس کے خالص فرمانبردار بنکر۔

اخلاص کے یہ معنی ہیں کہ جو کام کیا جائے صرف خدا کے لیے ہو۔ اُس میں کسی دنیاوی غرض کا شائبہ تک نہ ہو، مثلاً کسی کے دکھانے یا شہرت یا اور کسی مقصد سے نہ کیا جائے۔ ورنہ اُخروی ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا ہے اخلاص سے تھوڑا کام کرنا بہتر ہے۔ اس سے جو بہت ہو۔ مگر اخلاص سے خالی ہو۔

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ (پ۲۳ الزمر۔ ۱ع) } اللہ کی عبادت خلوص سے کرو۔

غور سے دیکھا جائے تو ہمارے اکثر اعمال اخلاص سے دُور ہوتے ہیں۔ اسلاف اس کا بہت خیال رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض حضرات تو نوافل بھی چھپ کر پڑھا کرتے تھے۔ اِس خوف سے کہ کہیں دِل میں ریاء کا گزر نہ ہو جائے۔ مگر ریاء کے خوف سے اعمال کا ترک کر دینا جائز نہیں۔

× اطاعت والدین

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا (پ عنکبوت-ع) | ہم نے انسان کو نصیحت کی ہے والدین کے ساتھ احسان کرنے کی۔

ماں باپ کے حقوق بہت زیادہ ہیں۔ ان کی نافرمانی حرام ہے حتیٰ کہ ان کے کہنے سے مستحبات و نوافل کا چھوڑنا ضروری ہو جاتا ہے۔ جہاد کیلئے بھی بغیر ماں باپ کی اجازت کے حاصل کئے ہوئے نکلنا منع ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے جنت ماں باپ کے قدموں کے نیچے ہے۔

ماں باپ کی اطاعت انکی خدمت بڑی عمدہ اطاعت ہے اگر ماں باپ کافر ہوں تب بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیئے۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (پ۔ النساء-ع۶) | والدین کے ساتھ احسان کرو۔

حضرت عمرؓ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے۔ وہ حضور کی خدمت میں پہنچے آپ سے عرض کیا کہ میری بیوی نہایت صالحہ ہے اور میں اس سے محبت کرتا ہوں کیا میں اس کو طلاق دیدوں؟ آپ نے فرمایا "باپ کے فرمان کی اطاعت کر"۔

عُلماء اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اگر کوئی شخص انتہائی عابد و زاہد ہو مگر اُس کے ماں باپ ناخوش ہوں تو اُس کی عاقبت خطرہ میں ہے۔

اظہارِ حق

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ (پ۱۔ بقرہ۔ ۶۵)

مت ملاؤ حق کو باطل کے ساتھ اور حق بات کو جان بوجھ کر مت چھپاؤ

جو بات اپنے نزدیک صحیح ہو جان بوجھ کر اس میں غلط بات کا ملا دینا سنئے لوگوں کا پیشہ ہوگیا ہے۔ اِس کو تفریح طبع کا نام دیا گیا ہے۔

فلاح پانے والوں کی ان الفاظ میں تشریح کی گئی ہے:-

وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (پ۳۰۔ والعصر)

قسم زمانہ کی انسان ٹوٹے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اور حق کا پرچار کرنے

اور صبر کی تلقین کرتے ہیں۔

حضرت امام شافعی نے اِس سورت کے بڑے فضائل بیان کئے ہیں ابتداء اسلام میں جب دو مسلمان باہمدگر ملا کرتے تھے تو یہ صورت پڑھا کرتے تھے۔ تاکہ اظہار حق میں سُست نہ ہو جائیں، اکثر ایسے مقامات میں تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اِسی لئے تلقین صبر کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ مسلمان سر دینا گوارا کرتا تھا۔ مگر حق کے خلاف لب کشائی نہ کرتا تھا۔ آج یہ حالت ہے کہ خواہ مخواہ جھوٹ بول کر حق کو چھپاتے ہیں۔

امانت

فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهُ (پ۳ - بقرہ - ع۳۹) آیت ۲۸۳	جس کے پاس امانت رکھی گئی ہے۔ اس کو چاہیے (عندالطلب) ادا کر دے اور خدا سے ڈرتا رہے۔

امانت کو بلا اجازت مالک کے اپنے صرف

میں لانا یا اُس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کرنا منع ہے۔ ہاں اگر صاحبِ مال اس کی اجازت دیدے تو ایسا کرنا جائز ہے اگر امانت ضائع ہو جائے تو صاحبِ مال کو اس کی قیمت لینا جائز نہیں، دھوبی کو جو کپڑے دئے جاتے ہیں، اُن کا بھی یہی حکم ہے

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَهْلِهَا (پ۵ - النساء - ۸ع) آیت 58

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو (عندالطلب) ان کے مالکوں کو واپس کر دیا کرو۔

جس طرح اشیا میں امانت داری کا حکم ہے۔ اسی طرح اسرار اور مجلس کی باتوں میں بھی خیانت کرنا منع ہے۔ بلا اجازت کسی کے راز کو افشاء کر دینا بھی ایک قسم کی خیانت ہے۔

امانت میں خیانت کرنا منافق کی نشانی ہے آپ نے فرمایا ہے۔ کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ وعدہ کرے خلاف کرے۔ اور امانت میں خیانت کرے۔

ایثار

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ } ایثار کرتے ہیں۔ اگرچہ خود تنگی میں ہوں۔

(پ۲۸۔ الحشر۔ ع۱)

یہ آیت انصار کی تعریف میں نازل ہوئی تھی۔ وہ لوگ باوجود فقر و فاقہ کے محتاجوں کے لئے کھانا، کپڑا، اور دیگر ضروریات کی چیزیں مہیا کرتے تھے۔ اسی کو ایثار کہتے ہیں، یعنی اپنی ضرورت کو روک کر دوسرے کی ضروریات کو پورا کرنا، خود تکلیف اٹھانا۔ مگر محتاج کو آرام پہنچانا، ایسے لوگ آجکل بہت کم پائے جاتے ہیں۔ اسی آیت میں ان لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ فلاح پانے والوں میں سے ہیں:

دنیا میں بھی ایثار والوں کو بڑی عزّت و دولت نصیب ہوتی ہے، اور آخرت کا تو کیا کہنا، اگرچہ ابتداء میں بسا اوقات مصیبتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔

حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ مدت کے بعد بڑے

شوق سے مچھلی پکوائی کھانے کے لئے بیٹھے ہی تھے
کہ سائل آگیا وہ سب آپ نے اُسی کو دے دی
اور خود کچھ نہ کھایا۔ صحابہ میں اس قسم کی
کثیر مثالیں ملتی ہیں ۔

ایفائے عہد

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۔ (پ ۶ شروع مائدہ)	اے ایمان والو ایفائے عہد کرو۔

ایفائے عہد ایک بہترین صفت ہے۔ اس
سے لوگوں کے دلوں میں انسان کا اعتبار پیدا
ہوتا ہے۔ اور بہت سے فائدے پہنچتے ہیں ۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (پ ۱۵۔ بنی اسرائیل ۴ ع)	پورا کرو عہد کو (روز قیامت) اس کی پرسش ہوگی)

امانت کے بیان میں ابھی ذکر کیا جا چکا ہے
کہ منافق کی پہچان یہ ہے کہ جب وہ وعدہ کرتا
ہے تو اس کو پورا نہیں کرتا۔ ہم لوگ رات دن

سینکڑوں وعدے خلاف کرتے ہیں، اور ذرا بھی خیال نہیں کرتے، بلکہ یہ تو آج کل کے مسلمانوں میں ایک معمولی سی بات ہو گئی ہے درآنحالیکہ یورپ والے جن کو ہم بُرا کہتے رہتے ہیں اس معاملہ میں بہت سخت ہیں۔ وہ وقت کی پابندی، وعدہ کی پابندی، اپنے پرائیویٹ اور تجارتی معاملات میں نہایت سختی سے کرتے ہیں۔ حضور کے متعلق مشہور ہے کہ آپ وعدہ کی وجہ سے تین روز تک ایک ہی جگہ ایک بوڑھی عورت کے انتظار میں کھڑے رہے تھے۔

بُردباری

وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (پ۴۔ آل عمران۔ ع۱۳)

غصہ کو ضبط کرنیوالے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے۔ خدا نیکی کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے۔

بُردباری ایک بہترین صفت ہے، عموماً غصہ کی حالت میں انسان اپنا نقصان کر بیٹھتا ہے

جس کا بعد میں ملال ہوتا ہے، ضبط سے اس علم میں بھی ایسے نقصانات سے بچ جاتا ہے - یہ حالت دو چار منٹ رہا کرتی ہے - اگر شروع ہی سے انسان ضبط سے کام لیتا ہے، تو بہت فائدہ میں رہتا ہے - اُس کے دشمن بھی کم ہوتے ہیں۔

وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (پ۲۸ - التغابن - ع۲) } اگر تم معاف کر دو، در گزر کرو، اور بخش دو خدا (تمہیں بخشیگا) وُہ غفور و رحیم ہے۔

معاف کر دینے والوں کو اللہ تعالےٰ معاف فرماتے ہیں، مخلوق کا بھی ایسے لوگوں کے ساتھ اکثر یہی برتاؤ ہوتا ہے..... لوگ بردبار کی ضرور رعایت کرتے ہیں - حضور نے کبھی اپنے کسی خادم پر غصّہ نہیں فرمایا - اگرچہ اُس سے کیسی بڑی غلطی کیوں نہ ہوگئی ہو، فتح مکّہ کے بعد آپ نے اپنے دشمنوں کے ساتھ جو برتاؤ کیا وُہ تاریخ میں ہمیشہ بردباری کی ایک روشن مثال رہیگی۔

پورا تولنا

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا
(پ۱۵ - بنی اسرائیل - ۴ ع)

پورا بھردو ماپ جب ماپ کر دینے لگو اور پورا تولو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے۔

پورا تولنا، پورا ماپ کر دینا، اِن دونوں کے متعلق کثیر آیات نازل ہوئی ہیں۔

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ
(پ۱۹ - الشعراء - ۱۰ ع)

پورا ماپ کردو، کم مت دو، سیدھی ڈنڈی سے تولو۔

اِنہی اصول کی بنا پر یورپ والوں نے تجارت میں ترقی کی اور مسلمان اپنی بد دیانتی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے، اگرچہ فی الحال کم تولنے سے ایک قسم کا فائدہ ہوتا ہے۔ مگر اس کا انجام ہمیشہ نقصان ہوتا ہے۔ جیساکہ پہلی آیت میں اس کی طرف ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا سے اشارہ کیا ہے۔ ایسی حرکتوں سے تاجر بدنام ہو جاتا ہے۔ اِس لئے

تجارت کو فروغ نہیں ہوتا۔ وہ فائدہ جو اُس نے حاصل کیا تھا اِس نقصان کے مقابل کوئی قیمت نہیں رکھتا، دُنیا میں بھی اُس کو نقصان ہوتا ہے اور آخرت میں بھی ◆

تزکیۂ نفس

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىهَا وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا۔ (پ ۳۰۔ والشمس) { فلاح کو پہنچا جس نے نفس کو پاک کیا۔ اور نامراد ہوگیا جس نے اِس کو خراب کیا ◆

تزکیہ نفس ایک بہترین شے ہے تمام مذاہبِ عالم اس کے لئے کوشاں رہے ہیں۔ اِس سے اپنے نفس پر قابو ہو جاتا ہے، بغیر تزکیۂ نفس کے اخلاق کی درستی ناممکن ہے ◆

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَكّٰى (پ ۳۰۔ الغاشیہ) { فلاح کو پہنچ گیا جس نے پاکیزگی اختیار کی (۱)

تزکیۂ نفس کے اصول علم تصوّف میں تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ علامہ غزالی کی تصنیف

احیاء العلوم اس بارے میں بہت نافع ہے۔
(نفس امارہ ہمیشہ انسان کو بُرے کاموں کی ترغیب دیتا ہے۔ نیک اعمال میں اوّل تو اُس کو کوئی خوبی نظر نہیں آتی یا ایسے کاموں سے دلچسپی نہیں ہوتی، اسی بہیمانہ قوت کے توڑ کا نام تزکیۂ نفس ہے۔ اسلام میں طہارت، نماز، روزہ زکوٰۃ، حج، جہاد، اس مقصد کے لئے رکھے گئے ہیں، ظاہری جسم کے پاک رکھنے سے بھی تزکیۂ نفس ہوتا ہے) روزہ خصوصیت سے اس بارے میں بہت مؤثر ہے، نماز، زکوٰۃ اور حج بھی بشرطیکہ وہ صحیح طور پر ادا کئے جائیں۔ مفید ہیں۔

تواضع

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ } ایمان والوں سے ساتھ تواضع کر۔
(پ ۱۴ - الحجر - ع ۶)

عاجزی و انکساری کو تواضع کہتے ہیں۔ یہ ایک محمود صفت ہے غرور اس کا مقابل ہے جو نہایت مذموم ہے۔ حضور نے فرمایا ہے۔ مَنْ

تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ ۔ "جو خدا کے لئے تواضع کرتا ہے خدا اُس کو بلند کرتا ہے" یہ ایک حقیقت ہے کہ تکبر نہ کرنے والوں کی لوگ عزت کرتے ہیں اور جو لوگ غرور کرتے ہیں وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوتے ہیں ۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا (پ۱۹ ۔ الفرقان ۔ ع ۶) } خدا کے نیک بندے زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں ۔

مطلب یہ ہے کہ ہمارے نیک بندے عاجزی و انکساری سے چلتے ہیں ۔ یہ نہیں کہ اکڑتے ہوئے متکبرانہ چال سے جائیں ۔ ایسے لوگوں کو عباد الرحمٰن کہہ کر پکارا ہے ، اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوسکتی ہے ۔ حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو ایک یہ بھی نصیحت فرمائی تھی کہ "زمین پر اکڑ کر مت چل تو نہ پہاڑ کے برابر بلند ہوسکتا ہے نہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے" ۔

انسان فی الحقیقت اگر اپنی اصل پر غور کرے تو اس کو تواضع کئے ہی بن آئے گی ۔

توبہ

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (پ ۶ - المائدہ - ع ۶)

جس نے گناہ کے بعد توبہ کی اور اپنی حالت کو درست کیا تو اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے وہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

انسان سے بہ تقاضائے بشریت سہواً یا قصداً غلطی ہو جاتی ہے اس کے لئے توبہ ایک قسم کا کفارہ ہے جس کو خدا اور اس کے نیک بندے قبول کرتے ہیں، لہٰذا اگر تمہارے حق میں کسی سے غلطی ہو جائے تو اس کو معاف کر دیا کرو اور توبہ کو قبول کر لیا کرو۔

وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (پ ۹ - الاعراف - ع ۱۹)

جن لوگوں نے گناہ کئے پھر توبہ کی اور ایمان لے آئے تو اللہ توبہ کے بعد بخشنے والا ہے

حضور نے فرمایا ہے "توبہ کرنے کے بعد

انسان اس قدر پاک ہو جاتا ہے گویا کہ وہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہؤا ہے۔ مگر توبہ کا تو یہ ہرگز مطلب نہیں کہ زبان سے اللہ توبہ۔ اللہ توبہ۔ کہدیا، اور بس، بلکہ حقیقی توبہ وہ ہے۔ جس میں یہ عزم شامل ہو کہ آئندہ اس گناہ کو کبھی نہ کریگے، اور دل سے اپنے گناہوں پر پشیمان ہو، ورنہ اُس کو توبہ نہیں کہہ سکتے ؀

توکل

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (پ۲۸ التغابن ع۲) } اللہ ہی پر چاہیئے بھروسہ کرنا ایمان والوں کو ؀

اپنی کوشش میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنا۔ کامیابی کے متعلق خدا پر بھروسہ کرنا صحیح توکل یہ ہے، ترک اسباب کرکے یہ کہہ دینا کہ اللہ مالک ہے توکل نہیں کہلاتا ؀

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (پ۲۸ الطلاق ع۱) } جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے تو خدا اُس کو

کافی ہوتا ہے)

ہمارے جاہل صوفیاء نے اس آیت سے یہ مطلب سمجھا کہ جب اللہ کافی ہے تو پھر اسباب کی کیا ضرورت حالانکہ یہ شیطانی دھوکا ہے؛ عالم اسباب فضول نہیں پیدا کیا گیا۔ کیا کوئی صوفی اس طرح کا گذرا ہے جس نے اپنے ہاتھ سے لقمہ اٹھا کر منہ میں نہ رکھا ہو۔ اس وقت وہ کیوں اپنا ہاتھ اٹھاتا ہے نہ معلوم کھانے کے وقت ان کا توکل کہاں چلا جاتا ہے، حضور کی زندگی، صحابہ و تابعین کی زندگی پہ ایک نظر ڈالی جائے۔ ان میں سے کسی نے نہیں کہا کہ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جاؤ۔ بلکہ اسباب کے حاصل کرنے کی تلقین فرمائی ہے یہ سب حضرات اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔ تصوف اسلامی میں اپنے ہاتھ کی کمائی کھانا نہایت ضروری ہے۔ ان جاہل صوفیوں کے کہنے میں نہ آنا چاہیئے۔

چستی

يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ (پ۲۹ - المدثر شروع ۱) اے کپڑوں میں لپٹنے والے اٹھ اور ڈر سنا۔

حضور کو ارشاد ہوا تھا کہ اس طرح کپڑوں میں لپیٹے کیا اللہ اللہ کر رہے ہو۔ اٹھو چستی و ہوشیاری سے کام لو اور لوگوں کو ڈراؤ، کپڑوں کو صاف کرو۔ اسلام میں پنج وقتی نمازیں سستی کے دور کرنے کے لئے رکھی گئی ہیں۔ وضو، غسل وغیرہ بھی چستی پیدا کرتے ہیں، خصوصاً صبح سویرے اٹھنا تو بہت ہی فائدہ مند ہے۔ طلوعِ شمس سے پہلے اٹھنے والے ہمیشہ چست و چالاک رہتے ہیں نمازِ صبح پڑھنے والے عموماً صبح نہ اٹھنے والوں کی نسبت زیادہ ہوشیار ہوتے ہیں۔

صبح سویرے اٹھنا، ورزش کرنا، علی الصبح غسل کرنا، زود ہضم چیزیں کھانا، سستی کو دور کرتے ہیں، عرب لوگ اسلام سے پہلے بھی

بیکاری و سستی کو ناپسند کرتے تھے - اِس قسم کے الفاظ ان کے یہاں بطور گالی کے استعمال ہوتے تھے ، ہجویہ قصائد میں ضرور آپ کو ایسے الفاظ ملیں گے ۔

حُسنِ خُلق

وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ (پ ۱۳ - الرعد ع ۳) } دفع کرتے ہیں بھلائی سے برائی کو ۔

نرم برتاؤ کرنے والے کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا کوئی کمال نہیں ایسا تو ہونا ہی چاہیئے در اصل حسنِ خلق کے یہ معنی ہیں کہ برائی کرنے والوں کے ساتھ بھلائی کی جائے اور سخت گفتگو کرنے والے کے ساتھ نرمی سے بات کی جائے ۔ جیسا کہ آیت میں اس طرف اشارہ ہے ۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ } نیکی اور بدی برابر نہیں ، لہذا جواب میں وہ بات کہو جو

وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ (پ ۲۴ - حم السجدہ ع ۲)	بہتر ہو تو دیکھ لیگا کہ دشمن بھی گویا دوست قرابتدار کے مانند ہو جاتا ہے۔

یہ واقعہ ہے کہ حُسن خلق سے انتہائی دشمن بھی دوست ہو جاتا ہے مگر یہ کام بہت صبر طلب ہے، لیکن اس کا پھل نہایت شیریں ہے، حضور کا اخلاق کیا تھا۔ یہ سوال حضرت عائشہ سے کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ حضور کا اخلاق قرآن ہے۔ اخلاق کے متعلق علامہ غزالی نے احیاء العلوم میں نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔

رحم

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ اُولٰٓئِكَ هُمْ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ (پ ۳۰ - البلد)	اور وہ لوگ صبر و رحم کرنے کی تاکید کرتے ہیں یہ لوگ خوش قسمت ہیں۔

حضور نے فرمایا "مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَ
لَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا" جو لوگ چھوٹوں پر رحم
نہیں کرتے اور بزرگوں کی تعظیم نہیں کرتے
وہ ہم سے نہیں ہیں۔ دیکھئے یہ کیسے سخت
الفاظ ہیں، اس سے رحم کی اہمیت ظاہر ہے
آپؐ جانوروں پر بھی انتہائی رحم فرماتے تھے
آپ کی سواری کا جانور آپ کے ساتھ ہوتا
تھا مگر اس پر بھی آپ پیدل ہی سفر فرماتے
تھے۔ ایک عورت نے آپ سے بیان کیا کہ
ہماری پڑوسن بہت زیادہ عبادت کرتی ہے
مگر اپنے پڑوسیوں کو ایذا دیتی ہے اور اس
نے اپنی بلی کو بھوکا مار دیا آپ نے فرمایا
ھِیَ فِی النَّارِ یعنی وہ دوزخ میں جائیگی۔ ہم
مسلمانوں کی بھی یہی حالت ہے نتیجہ ظاہر ہے۔

رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ (پ ۲۶ - آخر سورۃ محمدؐ) } وہ آپس میں رحم دل ہیں۔

یہ آیت صحابہ کرامؓ کی تعریف میں نازل
ہوئی تھی۔ کہ وہ لوگ آپس میں بہت پیار
محبت سے رہتے ہیں۔ رحم کرنے والوں پر

خدا بھی رحم کرتا ہے۔ اور اس کے بندے بھی، مشہور ہے من لا یرحم لا یرحم جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی کوئی رحم نہیں کرتا۔

زکوٰۃ

ذ ز ۃ

وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ (پ۱۔ بقرہ ع۱۳)	زکوٰۃ دو اور جو کچھ تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اس کو خدا کے یہاں پاؤ گے۔

صاحب نصاب پر جو چالیسواں حصہ ہر سال واجب ہوتا ہے اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں اسلام میں غربا کی امداد کے لئے یہ ایک خاص چیز ہے۔ جس کا ادا کرنا نہایت سہل ہوتا ہے۔ یہ ایک قسم کا اسلامی ٹیکس ہے جو ہر صاحب دولت کو ادا کرنا ہوتا ہے، جس مال میں بھی اس سے کمی ہوتی ہے اور سخاوت کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ صدقات اس کے علاوہ ہیں۔

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ } زکوٰۃ دو۔
(پ۱ - بقرہ - ع ۵)

زکوٰۃ نہ دینے والوں کے متعلق سخت وعید ہے۔ حضرت ابوبکر کے زمانۂ خلافت میں بعض لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو آپ نے ان سے جہاد فرمایا کیونکہ یہ اسلام کا ایک رکن ہے، زکوٰۃ دینے سے دنیاوی مصائب بھی دور ہو جاتے ہیں اور آخرت میں تو ثواب ملتا ہی ہے، جیسا کہ پہلی آیت میں مذکور ہے کہ جو کچھ خرچ کروگے اس کے ثمرات وہاں پاؤگے۔ نماز ایک جسمانی عبادت ہے اور زکوٰۃ مالی، وہ جسم کی تطہیر کرتی ہے اور یہ مال کی، زکوٰۃ کے لغوی معنے پاک کرنے کے ہیں، اسی مناسبت سے یہ نام رکھا گیا ہے۔

حج

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ } اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور سچوں

الصَّادِقِیْنَ - | کے ساتھ رہو۔

(پ ۱۱ - التوبہ - ۱۵ ع)

یعنی سچے بنو، سچ صرف قول ہی میں نہیں ہوتا بلکہ عمل میں بھی سچائی کا ہونا ضروری امر ہے۔ سچائی ہمیشہ نجات اور بہتری کا سبب ہوتی ہے مگر جو لوگ جھوٹ کے عادی ہوتے ہیں اُن کو اس کے خلاف نظر آتا ہے حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ شاہ عبدالقادر صاحب جیلانی کا قصہ مشہور ہے آپ نے چوروں سے اُن کے دریافت کرنے پر فرما دیا تھا کہ میری بغل میں روپیہ ہے اس کا نتیجہ کیا اچھا ہوا، جھولوں کا مال تو اُن کا جھوٹ نہ بچا سکا مگر اس بچے کی سچائی نے سب کا مال بچا دیا اور ایسے بڑے گنہگاروں کو تائب کر دیا۔

لِیَجْزِیَ اللّٰہُ الصّٰدِقِیْنَ بِصِدْقِهِمْ | تاکہ اللہ سچوں کو اُن کی سچائی کا بدلہ دے

(پ ۲۱ - احزاب - ۳ ع)

ایک زمانہ تھا کہ لوگ کہا کرتے تھے ہیں

مسلمان ہُوں یعنی سچّا ہوں جھُوٹ بول ہی نہیں سکتا، ایک یہ زمانہ ہے کہ مسلمان بے وجہ جھُوٹ بولتے ہیں بارہا قرآن شریف پڑھتے ہیں مگر پھر ایسی کھلی آیتوں سے غافل رہتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ بعض لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن اُن کو لعنت کرتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں جابجا لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ آیا ہے

سخاوت

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ (پ۳ - بقرہ - ۳۴ع)	اے ایمان والو خرچ کرو ہمارے دیئے ہُوئے میں سے ۔

صدقات وخیرات کے متعلق بہت آیات ہیں، اہل وسعت کو چاہیئے کہ روزانہ کچھ تھوڑا بہت ضرور کسی حاجتمند کو دے دیا کریں، بزرگوں کا یہی طریقہ رہا ہے وہ روزانہ راہ خدا میں دیتے تھے ۔

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (پ۲ - بقرہ - ۲۴ع) خدا کی راہ میں خرچ کرو۔

اکثر دولت مند زکوٰۃ اور ضروری صدقات پر ہی اکتفاء کرتے ہیں ایسا نہ چاہیئے یہ بات تجربہ سے ثابت ہے کہ دینے والوں کی تکلیف کم ہوتی ہے مال میں بھی اس سے برکت ہوتی ہے، اور دوست ہمدرد بھی زیادہ پیدا ہوتے ہیں اپنے اہل و عیال پر بھی کشادہ دلی سے خرچ کرنا سخاوت میں داخل ہے اور موجب ثواب ہے سب سے پہلے اپنے عزیز قریب کا خیال رکھنا ضروری ہے- قریب والوں کے دینے میں ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے مگر یہ کہ کوئی دوسرا شخص اُن سے زیادہ ضرورت مند ہو تو پھر اس کو دینا بہتر ہے، حضورؐ کی سخاوت کے قصے مشہور ہیں چند گھنٹوں میں آپ سونے کے ڈھیر لٹا دیتے تھے۔

سلام

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا
(پ۵ - النساء - ۱۱ع)

جب تمہیں سلام کیا جائے تو اُس سے اچھا یا اسی کے موافق جواب دو۔

سلام کرنے سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ داخل ہونے والے کو چاہیئے کہ گھر کے لوگوں کو سلام کرے جیسا کہ آیت مذکورہ ذیل میں حکم ہے:-

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا -
(پ۱۸ - النور - ۴ع)

اے ایمان والو کسی دوسرے کے گھر میں مت داخل ہو جب تک ان سے باتیں نہ ہو جاؤ اور سلام نہ کر لو۔

حضرت ابوبکر صدیق ہمیشہ سلام میں سبقت فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ اپنے سے چھوٹوں کو بھی موقع نہ دیتے تھے کہ وہ پہلے سلام کر سکیں۔ خود حضور کا بھی یہی عمل تھا۔ ایک دفعہ آپ

جا رہے تھے راستہ میں بچے کھیل رہے تھے آپ نے اُن کو سلام کیا ⁂

بحالت استنجا و تلاوتِ قرآن و اذان و اقامت و خُطبۂ جُمعہ و ذکر و شغل سلام کرنا منع ہے ⁂

پیدل چلنے والے کو چاہیئے کہ سوار کو سلام کرے، کھڑا ہونے والا بیٹھنے والوں پر سلام کرے، اسی طرح ہر چھوٹے کو سلام کرنے میں سبقت کرنا چاہیئے ⁂

شُکر

وَسَنَجْزِی الشّٰکِرِیْنَ (پ۴ - آل عمران - ع ۱۵) ہم عنقریب شکر کرنے والوں کو بدلہ دینگے ⁂

جو کچھ نعمت ہاتھ آوے خواہ وہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو، اُس پر اللہ تعالےٰ کا احسان ماننا چاہیئے اُس کو شکر کہتے ہیں، آپ نے فرمایا ہے مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ جس نے لوگوں کا شکر ادا نہ کیا اُس نے خُدا کا بھی شکر

ادا نہیں کیا لہٰذا اپنے ہر محسن کا شکر ادا کرنا ضروری ہے۔

وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشَّاکِرِیْنَ (حوالہ سابق)	عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو بدلہ دیں گے۔

یہی کیا تھوڑا بدلہ ہے کہ شکر کرنے والے کا دل خوش رہتا ہے وہ تھوڑی چیز سے بھی خوش ہو جاتا ہے، اور جو لوگ کفران نعمت کے عادی ہوتے ہیں اُن کو جب کبھی کوئی نعمت ہاتھ آتی ہے تو اس کو تھوڑا سمجھتے ہیں۔ اُس میں برائیاں نکالتے ہیں، بہرصورت وہ کبھی مسرور نہیں ہوتے، ہمیشہ غمگین ہی رہتے ہیں یہ عادت عموماً اپنے سے اونچے طبقہ کی طرف دیکھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے حضور نے فرمایا ہے کہ "ہمیشہ اپنے سے بری حالت والوں کو دیکھو اوپر کی طرف نظر نہ کرو، ایسا کرنے سے یقیناً شکر کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔

صبر

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ } اللہ صبر کرنے والوں
(پ۴ - آلِ عمران - ۱۵ع } سے محبت کرتا ہے۔

تکالیف کو خوشدلی سے برداشت کرنے کا نام صبر ہے، یوں تو ہر شخص کو کچھ دن گزرنے پر صبر آہی جاتا ہے، مگر صابر وہ ہے جو ابتداء مصیبت میں صبر کرتا ہے "اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلٰی" صبر کی قرآن و حدیث میں بہت تعریف آئی ہے حضور صلے اور صحابہ کرام نے کفار سے ہر قسم کی تکلیف اُٹھائیں مگر ہمیشہ صبر کرتے رہے۔ بھوک پیاس جان و مال، اولاد غرض سب ہی طرح کی مصیبتیں اُن لوگوں پر پڑیں مگر وہ حق سے نہ پھرے اُن کو جلتی ریت پر مکہ کی تیز دھوپ میں پتھروں کے نیچے دبایا گیا مگر وہ برابر احد، احد کہتے رہے۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ } اللہ صابروں کے ساتھ
(پ۲ - بقرہ - ۵ع } ہے۔

صبر کا پھل ہمیشہ میٹھا ہوتا ہے۔ خدا

بیماروں کے ساتھ ہے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوسکتی ہے، روزہ سے قوت صبر بڑھتی ہے، اور سخت زندگی گزارنے سے بھی +

صفائی

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (پ۳۰-الاعلیٰ) } با مراد ہوا جس نے پاکی اختیار کی +

حضور نے فرمایا ہے "اَلنَّظَافَةُ مِنَ الْاِیْمَانِ" "پاکی ایمان ہے"۔ ہمارے مسلمان بھائی "وضو، استنجا، غسل" وغیرہ ہی کو پاکی سمجھتے ہیں۔ ان کے کپڑے نہایت گندے، مکان خراب، بستر میلا، گھر کی چیزیں گرد و غبار سے اٹی ہوئی ہوتی ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ان چیزوں کے متعلق اسلام نے ان کو کچھ ہدایت نہیں کی ۔ وہ حدیث جو اوپر نقل کی جاچکی ہے۔ غور کیجئے کس قدر اہم ہے۔ پاکی ایمان ہے ۔ اب اس سے بڑھ کر کیا کسی دلیل کی احتیاج باقی رہتی ہے +

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (پ۲۹ - المدثر) } نجاست کو دُور کر۔

آیت میں حضورؐ کو خطاب ہے کہ میل و نجاست دُور کیجئے اور صاف ستھرے کپڑے پہنیئے۔

صفائی سے انسان جسمانی امراض سے بچا رہتا ہے اور طبیعت مسرور رہتی ہے۔ اخلاق پر بھی اس کا گہرا اثر پڑتا ہے، دیکھنے والے خوش ہوتے ہیں۔ اور خدا بھی خوش ہوتا ہے۔

صُلح

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ (پ۵ - النساء - ۱۹ ع) } صُلح بہتر ہے۔

خصوصاً مسلمان بھائیوں کے ساتھ صُلح رکھنا تو نہایت ہی ضروری ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ (پ۲۶ - حجرات - ۱ ع) } مسلمان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ لہذا اپنے بھائیوں میں ملاپ کرا دو۔

تین دن سے زیادہ کسی مسلمان سے کلام نہ کرنا سخت منع ہے۔ اگر دو دشمنوں کے درمیان کسی قسم کے جھوٹ بولنے سے صلح ہو سکتی ہو تو ایسا کرنا جائز ہے۔ مثلاً دونوں فریق سے علیٰحدگی میں یہ کہے ہیں نے سُنا ہے وہ تمہاری بہت تعریف کرتا تھا، اسی جیسے مقام کے لئے کہا گیا ہے کہ "دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز"

وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ ۔ آپس میں صلح رکھو۔
(پ۹ ۔ انفال شروع)

"آپس کے معاملات کو درست بناؤ" قرآنی حکم تو یہ ہے مگر افسوس، مسلمان ایک دوسرے کو آپس میں لڑا دیتے ہیں۔ ایسے لوگ فاسق ہیں۔

صلہ رحم

وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ ۔ اور وہ لوگ جو صلہ رحمی کرتے ہیں۔
(پ۱۳ ۔ الرعد ۔ ع ۳)

ایسے لوگ خدا اور بندوں کے نزدیک محبوب ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے صلہ رحمی سے عمر میں زیادتی اور خوشی و مسرت نصیب ہوتی ہے۔ یہ واقعہ ہے چند لوگ میری نظر سے ایسے گزرے ہیں جنہوں نے رشتہ داروں سے اپنے تعلقات ختم کر لئے تھے، باوجودیکہ وہ مالدار تھے۔ مگر حقیقی مسرت سے نا آشنا تھے۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ (پ۱۸ - النور - ۳ ع)	نہ کوتاہی کریں مالدار رشتہ داروں کے دینے میں۔

رشتہ داروں کے دینے کے متعلق کثیر آیات ہیں۔

وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ (پ۱۵ بنی اسرائیل - ۳ ع)	رشتہ داروں کو ان کا حق دے۔

یہی الفاظ سورۂ روم میں آئے ہیں۔

طلب اجازت

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ

رپ ۔ النور ۔ ۴ ع ۱

اے ایمان والو مت داخل ہو کسی کے گھر میں جب تک اُن سے مانوس نہ ہو جاؤ اور سلام کرو گھر والوں پر یہ تمہارے لیے بہتر ہے، اگر گھر میں کسی کو نہ پاؤ تو داخل مت ہو جب تک اجازت نہ دی جائے اگر تم سے لوٹ جانے کے لئے کہا جائے تو واپس ہو جاؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

آج کل عوام تو کیا اگر علماء سے اجازت لینے کو کہا جاتا ہے تو وہ اس کو اپنی ہتک سمجھتے ہیں اور اگر کہیں لوٹ جانے کو کہہ دیا جاتا ہے تب تو گویا اُن کو ذبح ہی کر ڈالا توہین کا بھوت اُن پر سوار ہو جاتا ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْکُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَحِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَکُمْ مِّنَ الظَّھِیْرَۃِ (پ۱۸ - النور - ۸ ع)	اے ایمان والو چاہئے کہ اجازت طلب کریں تمہارے غلام اور بچے تین مرتبہ نماز فجر سے پہلے، دوپہر میں، بعد نماز عشا۔

عدل

وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ پ۵ - النساء - ۸ ع	جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کرو۔

ظلم ایک نہایت مذموم عادت ہے۔ اس کا مقابل عدل ہے جو نہایت محمود ہے۔ ایک دفعہ کسی معزز قبیلہ کی عورت نے چوری کی بعض لوگ حضور کے پاس سفارش لے کر آئے کہ اس کو سزا نہ دیجئے ورنہ ایک معزز خاندان بدنام ہو جائیگا آپ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا اگر میری بیٹی فاطمہ بھی ایسا کرتی تو بھی سزا دیتا۔ یہ ہے انصاف۔

مگر افسوس ہے کہ آجکل مسلمانوں میں عام طور سے یہ دستور ہوگیا ہے کہ اپنے مجرموں کو حتی الامکان جھوٹے سچ بول کر بچا ہی لیتے ہیں +

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (پ۶ - المائدہ - ع ۲)

نہ آمادہ کر دے کسی قوم کی عداوت تم کو عدل نہ کرنے پر، عدل کرو یہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے +

"عدل کرو، اگرچہ اپنے نفوس، اپنے ماں باپ کے خلاف ہی کیوں نہ ہو"۔ ملاحظہ ہو سورۂ نساء پارہ پانچواں رکوع ۲۰ - اسی طرح بیویوں کے معاملات میں بھی برابری کا برتاؤ کرنا ضروری ہے +

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى

کہہ دے مسلمانوں سے نیچی رکھیں اپنی نگاہیں اور حفاظت کریں اپنی

بِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ۔ (پ ۱۸ ۔ النور ۔ ع ۴)	شرمگاہوں کی یہ زیادہ ستھرائی کی بات ہے خدا ان کے اعمال سے خبردار ہے۔ مومنات سے کہدے نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں

ناجائز جنسی خواہشات کے روکنے کا نام عفت ہے، موجودہ زمانہ میں اس کی بہت کمی ہے۔ جنسی امراض اسی سے پھیل رہے ہیں *

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ (فلاح پا گئے) جو اپنی (پ ۱۸ شروع سورہ مومنون) شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں *

حقیقت یہ ہے کہ عفیف کو اس دنیا میں بھی بڑی راحت ہے، وہ امراض بدنامی، پریشانی، ذلت وعداوت ان تمام چیزوں سے بچا رہتا ہے۔ خصوصاً وہ حضرات جو اپنی آنکھوں کو نیچا رکھتے ہیں وہ تو بہت ہی آرام و سکون سے رہتے ہیں۔ یہ عفت کا نہایت اعلیٰ درجہ ہے اور ایک درجہ اس سے بھی زیادہ بلند ہے وہ یہ کہ خیال میں بھی انسان عفیف ہو *

عفو

وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی } معاف کر دینا پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے ۔
(پ ۲ - بقرہ - ۳۱ ع)

ظلم و زیادتی کا بدلہ لینا جائز ہے ۔ مگر معاف کر دینا، عمدہ ہے اور پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے ۔ کیونکہ بہت ممکن ہے بدلہ لینے میں کچھ زیادتی ہو جائے ۔

فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا } معاف کرو اور درگزر کرو ۔
(پ ۱ - بقرہ - ۱۳ ع)

ہر انسان سے غلطیاں ہوتی ہیں ، لہذا معاف نہ کرنا یقیناً برا ہے کئی جگہ کلام پاک میں آیا ہے کہ اگر تم میرے بندوں کو معاف کرو گے تو میں بھی تمہیں معاف کر دوں گا ۔

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ } اُن کو معاف کر اور اُن سے درگزر کر اللہ محسنین کو دوست رکھتا ہے ۔
(پ ۶ - مائدہ - ۳ ع)

حضورؐ کو ارشاد ہوا تھا کہ آپ ان ایذا پہنچانے والوں کو معاف کر دیجئے ، دیکھئے کفار کو بھی معاف کر دینا بہتر ہے ۔

غُرباء کی امداد

فَکُلُوا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيْرَ (پ ۱۷ - الحج - ۴) } کھاؤ اُن میں سے اور غریب فقیر کو کھلاؤ۔

غریب کو کھانا کھلانا، اس کی امداد کرنا ایک اخلاقی فرض ہے۔ اگر کوئی سلیم الفطرت انسان اس پر ذرا غور کرے تو یہ بات سمجھ میں آسانی سے آسکتی ہے کہ غریب لوگوں کے دولتمندوں پر یقیناً کچھ حقوق ہیں۔

یہ آیت اگرچہ ذبیحۂ حج کے متعلق ہے۔ مگر حکم عام ہے۔

فَکُلُوا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ (ر ۵ ع) } کھاؤ اور کھلاؤ صبر کرنے والے اور بے قرار کو۔

مُعتر سے وہ لوگ مراد ہیں جو سوال کرتے پھرتے ہیں، قانع اُس کو کہتے ہیں جو سوال نہیں کرتے بعض شریف خاندان کے غریب کسی سے سوال کرنا گوارا نہیں کرتے، اگرچہ وہ کیسی ہی سختی میں کیوں نہ مبتلا ہوں۔ ایسے لوگوں کا خیال

رکھنا اور اُن کے حال کی جستجو میں رہنا چاہیئے بھکاریوں کی نسبت سے ایسے لوگوں کو دینے میں زیادہ ثواب ہے۔

قول کی پابندی

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (پ۲۸ ۔ شروع سورۂ الصف)	اے ایمان والو کیوں کہتے ہو ایسی بات جو نہیں کرتے خدا اِس سے بیزار ہوتا ہے کہ تم ایسی بات کہو جس کو نہ کرو۔

قول کی پابندی کے متعلق یہ آیت کس قدر سخت ہے، مگر ہم ہیں کہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، قول کا عمل کے مطابق ہونا نہایت مفید عادت ہے۔ کسی سے وعدہ کر لینا کہ ہم تمہاری یوں امداد کریں گے اور ایسا کریں گے پھر کچھ نہ کرنا یہ خدا کے نزدیک ایک مبغوض بات ہے۔ ایسے کلام سے خدائے تعالےٰ بیزار ہوتا ہے، مخلوق سے بھی اس کا اعتبار اُٹھ

جاتا ہے۔ آخر کار پشیمانی بھی ہوتی ہے +
ابتدائے اسلام میں مسلمان نہایت سختی سے قول کی پابندی کیا کرتے تھے۔ مگر اب یورپ کے اثر سے اس کو ایک قسم کی حماقت سمجھا جاتا ہے۔ یہ اس طبقہ کا حال ہے جو اپنے آپ کو روشن خیال تصور کرتا ہے

کسب

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ (پ۲ - بقرہ - ع ۲۵)
تم پر کچھ حرج نہیں تلاش کرنے میں اپنے پروردگار کے فضل کو

اپنے ہاتھ سے کسب کرکے کھانا اسلام میں نہایت ضروری امر ہے، اور یہ ایک قسم کی عبادت ہے۔ بشرطیکہ حلال طریقہ پر ہو۔ ایک دفعہ حضور اور آپ کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے صبح سویرے ایک نوجوان گھر سے کمانے کے لئے نکلا جو لوگ حضور کے حاضر باش تھے انہوں نے اس کے بارے میں کچھ معترضانہ الفاظ کہے

آپ نے فرمایا، اُس کو ذلیل نہ سمجھو وہ جب تک اپنے گھر لوٹے گا، اس کا وقت عبادت میں لکھا جائیگا۔

وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا } اور بنایا دن کمائی کرنے کو۔
(پ۳۰ - النبا - ع ۱)

حضرت ابوبکر صدیق باوجود خلیفہ ہونے کے اپنے ہاتھ سے کما کر کھانا پسند کرتے تھے حضرت داؤد کے متعلق مشہور قصہ ہے وہ خدا ئے تعالےٰ کی عبادت بہت زیادہ کرتے تھے ایک روز فرشتے سے انہوں نے پوچھا مجھ میں کیا عیب ہے۔ اس نے کہا آپ میں صرف یہ عیب ہے کہ اپنے ہاتھ سے کما کر نہیں کھاتے تب سے وہ زرہیں بنانے لگے تھے۔

مسافروں کی امداد

قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ } کہہ دے اے محمد جو کچھ تم خرچ کرو اس میں سے مال باپ رشتہ داروں

وَابْنِ السَّبِیْلِ (پ۳ - بقرہ - ع۲۲) | یتیموں، مسکینوں مسافر کو دو

مصارفِ زکوٰۃ کا جہاں کہیں ذکر آیا ہے، تقریباً ہر جگہ مسافر کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ عرب کی مہمان نوازی ہمیشہ سے مشہور ہے۔ وہ لوگ اب بھی مہمان نوازی کے عادی ہیں ہندوستان میں یہ عادت ذرا کم ہے اگرچہ بعض لوگ حد درجہ مہمان نواز بھی ہیں۔

وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ (پ۱۵ - بنی اسرائیل ع۳) | دے رشتہ دار کو اُن کا حق اور مسکینوں اور مسافر کو

مسافر کی خدمت کرنا بڑا کارِ ثواب ہے اُس کے لئے سفر کے متعلق معلومات بہم پہنچانا، کھانے، پینے، رہنے کا انتظام کرنا یہ سب بہترین عادتیں ہیں، مگر آجکل کے مسافروں سے ذرا ہوشیاری سے سلوک کرنا چاہیئے۔

مشورہ

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (پ۴ - آل عمران - ۱۷ ع) } اُن سے مشورہ لے ہر کام میں ۔

حضور رسولِ کریم کو ارشاد ہے کہ اپنے ساتھیوں سے مشورہ لے کر کام کیا کرو دیکھئے کیسی بزرگ ہستی کو مشورہ لینے کا حکم ہے۔ آپس کی رائے سے اکثر کام اچھے ہی ہوتے ہیں مگر اپنے ہمدردوں سے رائے لینی چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے "اگر کوئی شخص تم سے مشورہ لے تو اُس کو ٹھیک مشورہ دو ورنہ تم خائن ٹھیروگے" ۔

وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ (پ۲۵ - الشوریٰ - ۴ ع) } کام کرتے ہیں آپس کے مشورہ سے ۔

یہ آیت مسلمانوں کی شان میں نازل ہوئی تھی کہ وہ آپس میں مشورہ لے کر کام کرتے ہیں، اپنے چھوٹے سے بھی مشورہ لے لینا چاہئے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کام کا کوئی ایک پہلو نظروں میں نہیں ہوتا۔ اور

معمولی شخص کی اس پر نظر ہوتی ہے، بہرحال کم از کم مشورہ لینے میں تو کسی قسم کا نقصان ہی نہیں ہوتا ۔

نرمی

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ (پ۴ ۔ آل عمران ۔ ع ۱۷)

اللہ کی رحمت ہے کہ تو ان کو نرم دل مل گیا ہے ۔ اگر تو سخت دل ہوتا تو وہ تیرے پاس سے بھاگ جاتے، سو تو ان کو معاف کر اور ان کے واسطے بخشش مانگ ۔

آیت مذکورہ بالا میں رسول کریم سے فرماتے ہیں کہ ہماری رحمت سے تم نرم دل واقع ہوئے ہو ۔ اس کو بطور احسان کے بیان کیا ہے جس سے اس کی خوبی ظاہر ہے ۔

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا (پ۱۶ ۔ طٰہٰ ۔ ع ۲) اس سے تم دونوں نرم گفتگو کرنا ۔

حضرت موسیٰ و ہارون کو ارشاد ہے کہ فرعون کے ساتھ تم دونوں نرم گفتگو کرنا، دیکھیے کیسے بدبخت اور گمراہ انسان کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم ہے۔ آج کل ہمارے علماء کرام کسی سے ذرا سی بھی غلطی دیکھ لیتے ہیں تو اس کے ساتھ سخت کلامی شروع کر دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن کی نصیحت بے اثر ہو جاتی ہے۔ عوام میں ضد کا مادہ زیادہ ہوتا ہے وہ اور اُلٹے چلنے لگتے ہیں۔ حضور کو بھی ارشاد ہوا تھا کہ مشرکین سے خوبصورتی کے ساتھ جھگڑا کرو۔

نصیحت

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ - (پ۲۷-الذاریات- ۳ ع)	نصیحت کر، نصیحت ایمان والوں کو فائدہ پہونچاتی ہے۔

نرمی کے ساتھ، تنہائی میں، ہمدردانہ حیثیت سے سمجھانے کو نصیحت کہتے ہیں، بُرے الفاظ

ہیں بھرے مجمع میں سمجھانے کو فضیحت کہتے ہیں یہ ممنوع ہے۔ نصیحت ہمیشہ مختصر الفاظ میں ہونی چاہیئے ؎

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ پ۳ سورہ اعلیٰ میں بھی یہی الفاظ ہیں۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے متعلق کلام پاک میں کثیر آیات ہیں۔ احادیث بھی اس بارے میں کثیر ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ یعنی دین نصیحت کو کہتے ہیں ؎

علماء پر خصوصیت سے یہ کام فرض ہے اُن کو چاہیئے کہ اگر کسی شخص کو برائی کرتے دیکھیں تو اُس کو ضرور سمجھائیں ورنہ خود گنہگار ہونگے عوام کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے ؎

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ (پ۴۔ ال عمران۔ ا ع)

تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیئے جو نیک باتوں کی طرف دعوت دے اور نیکی کا حکم کرتا رہے ؎

بُری عادتیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسراف

وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (پ۸ - انعام ع۱۷)	بیجا خرچ مت کرو، خدا مسرفین کو پسند نہیں کرتا۔

فضول خرچ کرنا، ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا بے موقع صرف کرنا، اسراف کہلاتا ہے، اس عادت بد سے دنیا میں بھی اپنے اور اپنے متعلقین کو نقصان پہنچتا ہے۔

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا (پ۱۵ - بنی اسرائیل - ع۳)	بیجا صرف مت کر۔ بیفائدہ مال کو اڑا دینے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا ناشکرا ہے۔

مسرفین کو شیطان کا بھائی بنایا گیا ہے۔ اس سے زیادہ برائی اور کیا ہوسکتی ہے۔ اسی رکوع میں آگے فرماتے ہیں "ہاتھ کو بالکل کشادہ مت کرو کہیں پھر خالی ہاتھ بیٹھ کر پچھتانا نہ پڑے"

فضول خرچ کے دل میں شیطان وسوسہ ڈالا کرتا ہے کہ یہاں خرچ کرنا چاہئے وہاں ضرور روپیہ لگانا چاہئے۔ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ خیالات کو دور کرکے اچھی طرح سوچ سمجھ کر ضرورت سے کم خرچ کیا کریں چند دنوں اس طرح احتیاط کرنے سے یہ عادت چھوٹ سکتی ہے +

افتراء

اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ (پ۱۴۔ النحل ۱۴ع) — افترا وہ لوگ کرتے ہیں جو خدا کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے یہ لوگ جھوٹے ہیں +

کسی پر جھوٹی تہمت لگا دینا، ان ہونی بات بنانا افتراء کہلاتا ہے۔ آیت سے ظاہر ہے کہ افترا اور عدم ایمان کو ایک درجہ دیا گیا ہے۔ اس سے افترا کی شناخت ظاہر ہے +

وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی (پ۱۶۔ طٰہٰ۔ ۳ ع) — محروم ہوگیا جس نے جھوٹ باندھا +

حقیقتاً افتراء پرداز بہت سی خوبیاں اور اعتماد سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ لوگ اس کو چند دنوں تک سچا سمجھیں مگر حق چھپا نہیں کرتا کبھی ظاہر ہوتا ہی ہے۔ پھر اگر سچ بھی بولتا ہے تو لوگوں کو اس کا یقین نہیں آتا۔

یہ عادت طبیعت کی کمزوری سے ہوا کرتی ہے بچوں میں یہ عادت زیادہ ہوتی ہے اور ڈر کی وجہ سے اپنی خطا کو دوسرے کے سر منڈھ دیا کرتے ہیں۔ افتراء پرداز کو سوچنا چاہیئے کہ اگر کوئی شخص مجھ پر تہمت لگاتا ہے تو مجھے کس قدر برا معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح میرے بھائی کو جس پر میں افتراء کر رہا ہوں کیوں نہ میرے اس قول سے ایذا پہنچیگی۔

انتقام

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِيْنَ	برائی کا بدلہ ہے اس جیسی برائی، مگر جو معاف کرے اور درستی کرے

(پ ۲۵ - الشوریٰ - ۴ ع) | تو اُس کا اجر اللہ پر ہے وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

بعض طبیعتیں انتقام پسند ہوتی ہیں - اگرچہ ظلم کا بدلہ لینا جائز ہے - مگر از روئے اخلاق معاف کر دینا بہتر ہے ۔

فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْہِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ - (پ ۲ - بقرہ - ۲۴ ع)

جو کوئی تم پر زیادتی کرے تم اس پر اُسی کے موافق زیادتی کرو، خدا سے ڈرو اور یہ بات یاد رکھو کہ خدا پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ۔

خُدا پرہیزگاروں کے ساتھ ہے، وہ پرہیزگار کون لوگ ہیں ؟ وہ لوگ جو بدلہ نہیں لیتے اور معاف کر دیتے ہیں ، بدلہ لینا کم ظرفی کی دلیل ہے - بڑے ظرف والے ہمیشہ معاف کیا کرتے ہیں ، حضور نے اور تمام بزرگان دین نے ہمیشہ اپنے دشمنوں کو معاف کیا ، حتّٰی کہ اُنکے دشمن شرمسار ہوئے اور انہوں نے توبہ کی، در اصل بدلہ نہ لینا یہی سب سے بڑا انتقام

ہے۔ دشمن آخر کار اس قدر پشیمان ہوتا ہے کہ کسی انتہائی انتقام سے ایسا نادم نہ ہو سکتا۔

بُخل

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (پ۴ - آل عمران - ع ۱۸)	نہ خیال کریں وہ لوگ جو اللہ کے دئے میں بُخل کرتے ہیں۔ کہ یہ اُن کے لئے بہتر ہے بلکہ وُہ اُن کے حق میں بُرا ہے۔ قیامت کے دن اُن کے گلوں میں طوق ڈالا جائے گا:

جس طرح اسراف ایک بُری عادت ہے۔ اسی طرح بخل بھی بُرا ہے۔ ان دونوں کے درمیان درجۂ اقتصاد ہے، وہ محمود ہے۔ جیساکہ آیت میں اس طرف اشارہ آیا ہے کہ "ہاتھ کو بالکل کشادہ مت کر اور نہ تنگدستی سے کام لے" بخل کی مذمت آیت ذیل سے اور زیادہ واضح

ہو جاتی ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (پ۱۰۔ التوبہ۔ ۵ ع)	جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اُس کو راہ خدا میں صرف نہیں کرتے اُن کو خبر سنا دے تکلیف دہ عذاب کی۔

بعض لوگوں کا بخل اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اُن کو دوسرے کے خرچ کو دیکھکر تکلیف ہوتی ہے۔ اس کو عربی میں "شُح" کہتے ہیں۔ حضور نے اس سے پناہ مانگی ہے یہ انتہائی مذموم عادت ہے۔

مذمت بخل میں کثیر احادیث حضور سے مروی ہیں۔ جن لوگوں میں یہ عادت ہوتی ہے۔ اُن کو چاہئے کہ ناپائداریٔ دُنیا پر نظر رکھیں اور ضرورت سے زیادہ خرچ کریں تاکہ اقتصاد کے عادی ہو جائیں۔

بدعہدی

اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ

(پ۱ - بقرہ - ع ۱۲)

جب کبھی عہد کرتے ہیں وہ، تو ایک فریق اُن میں سے توڑ دیتا ہے اس کو اُن میں اکثر بے ایمان ہیں۔

یہ آیت کفار کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ بدعہدی کو عدم ایمان کی نشانی بتایا ہے۔

یہ عادت جن لوگوں میں ہوتی ہے ان کو چاہئے کہ حتیٰ الامکان معاہدوں سے بچیں اگر کبھی عہد کریں تو نہایت سوچ سمجھ کر کسی سے وعدہ باندھیں پہلے خوب اچھی طرح غور کرلیں کہ ہم اِس کو پورا کرسکتے ہیں یا نہیں پھر اپنی ہمت سے کم پر قول دیں۔ نقضِ عہد کرتے ہوئے یہ خیال رکھیں کہ اگر ہمارے ساتھ کوئی ایسا سلوک کرتا تو ہمیں کس قدر بُرا معلوم ہوتا یہ بات ہمیشہ خیال میں رکھیں کہ فطرت بدلہ لیتی ہے اگر ہم ایسا جُرم کرینگے تو دوسرے بھی کسی وقت ہمارے ساتھ ضرور ایسا ہی کرینگے۔

بدگمانی

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ
(پ۲۶ - الحجرات - ع ۲)

اے ایمان والو بچو، بہت تہمتیں کرنے سے بیشک بعض بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں۔

یعنی کسی کے ساتھ بدگمانی نہ کرو بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ یہ بدگمانی بالکل بے اصل ہوتی ہے۔ سُنی سُنائی بات پر کسی شخص کے متعلق خیال آرائی کرنا مناسب نہیں۔ ایسے خیالات آنے پر دل کو اس طرف سے پھیر دینا چاہئے اور یہ خیال جمانا چاہئے کہ میرا گمان غلط ہے۔ وہ ایسا نہیں ہے یہ میری بد دلی سے ایسے خیالات میرے دل میں آتے ہیں، چونکہ میں خود بُرا ہوں اس لئے میرے خیالات بھی بُرے ہیں، حدیث شریف میں آیا ہے اپنے بھائیوں کے متعلق اچھا خیال قائم کرو۔

انسان کو چاہئے کہ خود بھی ایسے واقع سے

اپنا دامن بچائیے جس سے دوسروں کو اس پر بدگمانی کا موقع ہاتھ آئے۔ حضور نے فرمایا ہے اِیَّاکُمْ وَمَوَاضِعَ التُّهَمْ یعنی اپنے آپکو بدگمانی کے مواقع سے بچاؤ آپکے حالات زندگی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور باوجودیکہ صحابہ اُن پر پورا اعتماد کرتے تھے۔ ایسے حالات سے بچتے تھے۔

بُرائی کا افشا

لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ (پ۶ - سورہ نساء) } بُری بات کے افشاء کو خدا پسند نہیں کرتا مگر یہ کہ کوئی شخص مظلوم ہو

کسی کے گناہ یا غیبت کو لوگوں میں بیان کرنا ایک قسم کا گناہ ہے۔ ایسا کرنے سے دوسروں کو گناہ پر جرائت ہوتی ہے اور وہ شخص بے حیا ہو جاتا ہے پھر کھلے بندوں گناہ کرنے لگتا ہے۔ ہاں اگر کوئی مظلوم ہے تو وہ حاکم کے سامنے بیان کرسکتا ہے، جو لوگ دوسروں کی پگڑیاں

اچھالتے ہیں۔ ان کی عزت ضرور خاک میں ملائی جاتی ہے۔ کم از کم اس خیال سے اپنی زبان کو بند کر لینا چاہیئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص اپنے بھائی کے عیب کو چھپاتا ہے۔ خدا اُس کے عیب کو چھپائیگا۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض لوگ کسی گناہ کے عادی ہوتے ہیں مگر وہ اُس کو مخلوق سے چھپاتے ہیں، ایسے لوگوں کے عیب پر اگر اطلاع ہو جائے تو اُن سے چشم پوشی کرنی لازم ہے اور سمجھانے کے لئے بطور تعریض نصیحت کر دینی چاہیئے۔ اِس طور پر کہ اُس کو اس آگاہی کا شبہ تک بھی نہ ہو۔

بے حیائی

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔ ﴿ چھپی اور کھلی بیحیائیوں کے پاس مت جاؤ۔

(پ۸ - انعام - ۱۹ ع)

حضور نے فرمایا ہے "حیا نصف ایمان ہے"۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے "اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّهٗ" حیا سراسر بھلائی ہے"۔

وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ } خدا منع کرتا ہے بیحیائی
(پ۱۴ - النحل - ۱۳ ع) } اور بیہودہ گوئی سے۔

عمدہ کاموں، علمی باتوں، میں حیا کرنا مذموم ہے، عام طور سے اس کا لحاظ کم کیا جاتا ہے۔ بسا اوقات بے نمازی نماز کا ارادہ کرتا ہے۔ مگر پھر یہ خیال اُس کو روک دیتا ہے کہ لوگ کہینگے دیکھو آج فلاں صاحب نماز پڑھنے آرہے ہیں اس بیہودہ شرم کی وجہ سے وہ بھلائی سے محروم ہو جاتا ہے، افسوس ہے گناہ کرنے والے تو جرأت سے کام لیتے ہیں اور نیک کام کرنے والے اچھائی کرتے شرماتے ہیں ایسے لوگوں کو چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ مجمع میں علی الاعلان عمل کریں چند دنوں میں یہ عادت زائل ہو جائے گی۔

جاسوس

وَلَا تَجَسَّسُوْا (کسی کا) بھید بھاؤ یہ ت لگاؤ۔ دوسروں کے راز کا تجسس کرنا۔ گھر کی باتیں چھپ کر سُننا ؛
(پ۲۶۔ الحجرات ۲ع)

خواہ مخواہ کسی شخص کے حالات و عیوب کے پیچھے پڑنا ، یہ سب باتیں ممنوع ہیں ، ایسی حرکتوں سے دشمنی اور کینہ بڑھتا ہے ، عورتوں میں یہ مرض عام طور پر پایا جاتا ہے ؛

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا
(پ۱۵۔ بنی اسرائیل ۔ ۴ ع)

نہ پیچھے پڑ جس بات کی تجھ کو خبر نہیں بیشک کان ، آنکھ ، دل ان سب کی بابت پرسش ہوگی ؛

تجسس کے لئے دل میں خیالات کا جمع کرنا کان لگا کر سُننا اور آنکھوں سے دیکھنا ۔ ان سب کے متعلق روز قیامت میں سوال کیا جائیگا کہ تم نے کیوں کسی کے راز کے لئے آنکھیں اٹھائی تھیں ۔ وغیرہ ؛

تہذیب جدید میں بھی کسی شخص سے اس کی آمدنی کے متعلق دریافت کرنا معیوب ہے ÷
ہاں جائز امداد کے لئے یا کسی کو مصیبت و تکلیف سے بچانے کے لئے بقدر ضرورت دریافت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ÷

جُوا

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَا مِنْ نَّفْعِهِمَا
(پ۲ - بقرہ - ۲۷ ع)

تجھ سے (اے محمدؐ) شراب اور جوئے کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہہ دے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے ان کے اندر کچھ فائدے بھی ہیں مگر ان کے فائدہ سے نقصان بڑھا ہوا ہے ÷

جُوا اور شراب اگرچہ وقتی کچھ فائدہ پہنچاتے ہیں مگر نقصانات دونوں کے بہت زیادہ ہیں ان سے اخلاق فاسد ہوتے ہیں خود غرضی پیدا

ہوتی ہے، جھگڑے فساد برپا ہوتے ہیں، بیکاری کی عادت پڑتی ہے۔ اس لئے یہ دونوں چیزیں شریعت اسلامی میں قطعاً حرام ہیں۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطَانُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ (پ۷ - المائدہ - ع۱۲)	اے ایمان والو شراب جوا، بت، پانسے سب شیطان کے گندے کام ہیں ان سے بچو تاکہ نجات پاؤ شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوا کے ذریعہ تم میں دشمنی اور کینہ پھیلائے۔

اب یورپ کے عقلاء بھی شراب کی مذمت کرنے لگے ہیں جوا کو بھی وہاں کے اچھے آدمی پسند نہیں کرتے، بعض روشن خیال ہندوستانی کہا کرتے تھے کہ اسلام نے شراب ایسی چیز کو کیوں حرام کر دیا جس کو یورپ والے پسند کرتے ہیں، مگر آج وہ خاموش ہیں۔

جھوٹ

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (پ۱۷ - الحج - ۴ ع) } بچو جھوٹ بولنے سے۔

جھوٹ بولنا، جھوٹی گواہی دینا، جھوٹ کی تائید کرنا، جھوٹ پر کسی کو آمادہ کرنا، یہ سب ممنوع ہے۔

حضور کے پاس ایک شخص آیا اُس نے کہا مجھ میں چار بُری عادتیں ہیں آپ کے فرمانے سے ان عادتوں میں سے ایک کو چھوڑ سکتا ہوں۔ چوری کرنا، شراب پینا، زنا کرنا، جھوٹ بولنا۔ ان میں سے فرمایئے کس عادت کو چھوڑ دوں آپ نے فرمایا جھوٹ بولنا چھوڑ دے۔

اس روایت سے جھُوٹ کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ (پ۲۴ - المومن - ۴ ع) } خدا حد سے گزرنے والے جھوٹ بولنے والے کو ہدایت نہیں دیتا۔

کس قدر سخت پیرایہ میں جھوٹ کی مذمت

فرمائی ہے ۔ اسی کے مشابہ ایک آیت پ۲۳ ۔ الزمر ۔ ع
میں بھی ہے ۔

عموماً زیادہ قسمیں کھانے والے زیادہ گفتگو
کرنے والے جھوٹے ہوتے ہیں ۔ ان دونوں عادتوں
سے بچنا چاہیئے ، حضور نے فرمایا ہے ۔ جھوٹ بولنا ۔
منافقت کی دلیل ہے ۔

چغلی

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۔ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۔
(پ۲۹ ۔ النون ۔ شروع)

تو کہا مت مان ۔ کسی قسمیں کھانے والے لوف طعنے دینے والے ، چغلی کھانے والے کا ۔

ایک کی بات دوسرے سے لگا دینا چغلی کہلاتا
ہے ۔ بچوں کو یہ عادت بہت ہوتی ہے ۔ ماں
باپ کو چاہیئے کہ جب وہ کسی کی چغلی کریں
تو ان کی بات نہ سُنیں ۔ عورتوں میں بھی چغلی
کا بہت رواج ہوتا ہے ۔ اس سے فتنہ و
فساد پیدا ہوتے ہیں ، ایسے شخص کا ہرگز

اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ آیت میں ارشاد ہے "چغلخور کا اعتبار نہ کر" یہ بات بھی خیال میں رکھنی چاہیئے کہ جو شخص دوسروں کی باتیں تم سے آکر لگاتا ہے وہ خواہ تمہارا کیسا ہی دوست ہے۔ مگر تمہاری باتیں بھی دوسروں سے لگاتا ہے، یا اگر ذرا بھی تم سے اَن بن ہوگئی تو ضرور وہ تمہاری چغلیاں لوگوں سے کرے گا۔ چغلخور کی حوصلہ افزائی ہرگز نہ کرنا چاہیئے اس سے پہلے ہی کہدینا چاہیئے۔ کہ ہم تمہاری بات سننا نہیں چاہتے۔ اس کے علاوہ کوئی اور اچھی باتیں کرو، یا یہ کہہ دیا جائے کہ جب وہ شخص آئیگا تو اس کے سامنے بیان کرنا۔

چوری

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللهِ (پ - المائدہ - ع ۶)	چور اور چورانے والی دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ سزا ہے اُن کے کیئے کی اور تنبیہ

ہے اللہ کی طرف سے۔

سزا کی سختی جرم کی سختی پر دلالت کرتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ قانون نہایت سخت ہے۔ مگر اس جرم کا قلع قمع اسی جیسے قانون سے ہو سکتا ہے۔ ورنہ آجکل آپ دیکھتے ہیں باوجود انتہائی انتظام کے بھی آئے دن چوریاں ہوتی رہتی ہیں۔ مجرم ہمیشہ قید خانہ کی زندگی سے گھبراتے نہیں، بے دھڑک چوریاں کرتے رہتے ہیں۔ بعض لوگ چھوٹی چھوٹی چیزوں کو بغیر مالک کی اجازت کے اٹھا لیتے ہیں یا ان کو اپنے تصرف میں لے آتے ہیں، یہ بھی حرام ہے، جس طرح مال کی چوری منع ہے۔ غیر مادی چیزوں کی چوری بھی ممنوع ہے۔

بے تکلف دوستوں میں کھانے پینے کی چیز بغیر اجازت کے لے سکتے ہیں۔ بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ وہ شخص اس بات کو سن کر خوش ہوگا۔ کہ ہم نے اس کی چیز کھالی، حضور کی زندگی میں ایسے واقعات پیش آئے ہیں۔

حُبّ مال

وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا (پ۳۰ - والفجر) } تم مال سے بہت محبت کرتے ہو ۔

آیت میں حُبِ مال کا ذکر بطور مذمت کے کیا گیا ہے - اِس دورِ جدید میں جہاں کہیں نیا تمدن پہنچ گیا ہے - لوگوں میں حُبِ مال بہت ہی بڑھ گئی ہے - جھوٹ ، عذر ، دھوکا بازی ، چوری فریب ، یہ سب حُبِ مال کی وجہ سے فی زمانہ بہت زیادہ پھیل گئے ہیں -

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ (پ۳۰ - والعادیات) } انسان مال سے بہت ہی محبت کرتا ہے ۔

اسی طرح بہت مال کے جمع کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے ، ملاحظہ ہو سورہ الھمزہ پارہ ۳۰ ۔

بعض لوگ حُبِ مال کی وجہ سے انسانوں پر ظلم کرنے سے نہیں بچتے - نہ حلال و حرام کا امتیاز کرتے ہیں ، اپنی بیماری وغیرہ میں بھی کم خرچ کرتے ہیں ایسے لوگوں کو چاہئے کہ

موت کو بکثرت یاد کریں، اور مال کو کارساز نہ سمجھیں۔ خدائے تعالیٰ پر نظر رکھیں روزانہ کچھ خیرات کرتے رہا کریں۔ اس علاج سے اُمید ہے کہ چند دنوں میں اس مرض میں کمی ہو جائیگی۔

حرص

اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (پ۳۰ ۔ التکاثر) } تمہیں غافل کر دیا بہتات کی حرص نے یہانتک کہ تم قبر میں داخل ہو گئے

اچھی چیز کی حرص اچھی ہوتی ہے۔ جیسے علم کی حرص، اور بُری شئے کی حرص بُری ہوتی ہے۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ تم مال وغیرہ کی حرص میں نیک عمل سے غافل رہتے ہو۔ حتّٰی کہ قبروں میں آکر سو جاتے ہو۔ آخرت کے لئے کچھ نہیں کرتے۔ جہاں ہمیشہ رہنا ہے اس دنیا کی تگ و دو میں رات دن لگے رہتے ہو۔

حرص ہمیشہ انسان کو پریشان اور خالی ہاتھ رکھتی ہے۔ وہ تھوڑے پر قناعت نہیں کرتا، نہ اس کو حاصل کرتا ہے زیادہ کی فکر

میں اُس کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔ نتیجہ محرومی ہوتا ہے
تھوڑے پر قناعت کرنے والے بے فکر اور
راحت و آرام سے رہتے ہیں، محرومی سے اُن
کو شاذ و نادر ہی دو چار ہونا پڑتا ہے +

حسد

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ (پ۵ النساء ع۸) } کیا اللہ کے دیئے پر لوگوں سے حسد کرتے ہیں

کسی کی نعمت و راحت کو دیکھ کر جلنا، اور
یہ تمنا کرنا کہ یہ نعمت اس سے زائل ہو جائے،
حسد کہلاتا ہے، یہ عادت انتہائی کمینہ پن
پر دلالت کرتی ہے، حاسد کو کبھی اس عادت
سے فائدہ نہیں پہنچتا وہ ہمیشہ آپ ہی آپ جلتا
رہتا ہے +

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ } (میں پناہ مانگتا ہوں) حاسد کے شر سے + (پ۳۰ ۔ الفلق ۔)

قدرت نے حاسد کے لئے اسی دنیا میں سزا
مقرر کر دی ہے، وہ جب کبھی اپنے محسود کو

خوش دیکھتا ہے۔ جل بھن جاتا ہے، اُس کو
بڑی سخت تکلیف رہتی ہے، اس کا علاج یہ
ہے کہ جب کبھی دل میں ایسا خیال آئے فوراً
نفس کے خلاف اُس شخص سے اظہار خوشنودی
کرے لوگوں میں اُس کی تعریف کرے دل کو سمجھائے
افسوس، کہ علماء میں حسد کا مادہ بہت زیادہ
ہوتا ہے۔ اسی لئے ان میں پارٹی بندیاں رہتی
ہیں، مگر سچے علماء اس سے بری ہیں۔

خودستائی

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا (پ۵۔ النساء۔ ع۷)	کیا تو نے ان کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو پاکیزہ کہتے ہیں، بلکہ اللہ جسکو چاہے پاکیزہ بناتا ہے اور اُن پر ذرّہ برابر ظلم نہ ہوگا۔ دیکھ اللہ پر کیسا جھوٹ باندھتے ہیں۔ اور اُس کو یہی صریح گناہ کافی ہے۔

اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا بے ہنر ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ذلی الطبع، کم ظرف، چھوٹے خاندان کے لوگوں میں یہ عادت زیادہ ہوتی ہے۔ دوسروں سے اپنی تعریف کی خواہش کرنا یہ بھی عیب ہے، بے کئے کاموں پر تعریف کی خواہش کرنا اور زیادہ سخت عیب ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔
(پ۴ - آل عمران - ۱۹ ع)

جو لوگ اللہ کے دیئے پر اتراتے ہیں اور نہ لئے پر تعریف چاہتے وہ عذاب سے نہیں بچیں گے ان کیواسطے سخت مار ہے۔

آپ اپنی تعریف کرنے والا لوگوں کی نظر سے گر جاتا ہے وہ جس مقصد سے ایسا کرتا ہے۔ ہمیشہ اُس کے برعکس اثر ہوتا ہے۔

خیانت

وَتَخُونُوا اَمَانَاتِکُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (پ۹ - انفعال - ع۳) | امانت میں خیانت نہ کرو جان بوجھ کر۔

امانت کا بیان پہلے ہی گزر چکا ہے۔ خیانت اُس کی ضد ہے یعنی کسی کی سونپی ہوئی چیز کو واپس نہ کرنا یا اس میں سے بلا اجازت کچھ خرچ کرلینا یا اچھی چیز کی بجائے بُری دے دینا، خیانت کہلاتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَائِنِیْنَ (پ۱۰ - انفال - ع۸) | خدا خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ (پ۱۷ - الحج - ع۵) | خدا کسی خیانت کرنے والے ناشکرے کو پسند نہیں کرتا۔

حضور نے فرمایا ہے "خیانت کرنا منافق کی پہچان ہے"۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا (پ۵ - النساء ع۱۶) | خدا پسند نہیں کرتا خائن گنہگار کو۔

خیانت کرنے والے کی نیکیاں صاحب امانت

کے حق میں لکھدی جاتی ہیں ؞

رشوت ستانی

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔

(پ۲۔ بقرہ ۔ ع ۲۱)

جو لوگ چھپاتے ہیں اللہ کی کتاب سے اس کی نازل کی ہوئی باتوں کو اور لیتے ہیں اس پر تھوڑا مول وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اللہ اُن سے روز قیامت میں بات بھی نہ کہیگا نہ ان کو پاک کریگا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ؞

اس آیت سے رشوت کی برائی نکلتی ہے، اپنے فرائض کو چھوڑ کر عدل و انصاف کے خلاف کرنا اور بے وجہ کسی کو دبا کر روپیہ وصول کرنا کسی کی حق تلفی کرکے دوسرے کو خوش کرنا اور اُس سے

روپیہ لینا، رشوت کہلاتا ہے، یہ قطعاً حرام ہے
آج کل سرکاری دفاتر میں ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ
تک سب اس میں مبتلا ہیں رات دن یہ لوگ
اسکے خلاف کرتے رہتے ہیں، لوگوں سے زبردستی روپیہ
وصول کرتے ہیں ورنہ اُن کا کام جو اُن کے
فرائض میں سے ہوتا ہے انجام نہیں دیتے یا
اُس کو بگاڑ دیتے ہیں، ایسے لوگ اپنے پیٹ
میں انگارے بھرتے ہیں، یہ کمائی ہمیشہ حرام
راہ نکل جاتی ہے، چوری، مقدمہ بازی یا بیماری
میں اِن لوگوں کا روپیہ خرچ ہو جاتا ہے مگر
لوگ غور نہیں کرتے۔ حُبِّ مال نے اِن کو
اندھا بنا دیا ہے احادیث اس بارے میں کثیر
وارد ہوئی ہیں۔

ریاء

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (پ۵۔ النساء ع۶) } جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال لوگوں کے دکھانے کو اور اللہ پر

اور روز قیامت پر ایمان نہیں لاتے ۔	

لوگوں کے دکھانے کے لئے کوئی کام کرنا ریاء کہلاتا ہے، آیت میں ریا اور عدم ایمان کو ایک درجہ دیا گیا ہے، جس سے اس کی برائی واضح ہے، اس جیسی آیات کی بناء پر صوفیاء نے اس کو "شرک اصغر" کہا ہے"۔ اخلاص اس کا مقابل ہے، اچھی عادتوں کے بیان میں اخلاص کے متعلق لکھا جاچکا ہے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ (پ۱۰ - انفال - ع۶)	تم اُن لوگوں جیسے مت بنو جو اپنے گھروں سے اکڑتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کیلئے نکلے تھے۔

سورۂ ماعون پارہ تیسواں میں بھی ریاء کی مذمت آئی ہے۔ ریاء سے اخروی ثواب فوت ہو جاتا ہے، اپنی نیکیوں کو لوگوں کی نظروں سے چھپا کر کرنے سے کچھ دنوں میں یہ عادت چھوٹ جاتی ہے اس کے بعد علی الاعلان عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

زنا

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّسَآءَ سَبِیْلًا۔ (پ۱۵ - بنی اسرائیل - ۴ ع)

زنا کے قریب بھی مت جاؤ یہ بڑی بیحیائی اور بُرا راستہ ہے ؛۔

اسلام میں زنا کی جو سزا تجویز کی گئی ہے اس سے اس گناہ کی شناخت ظاہر ہے ، اس سے روحانی و جسمانی مفاسد بہت پیدا ہوتے ہیں ، تمام عقلاء نے اس امر کو تسلیم کیا ہے ۔

وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حَافِظُوْنَ (پ۱۸ - شروع مومنون)

جو لوگ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتے ہیں ۔

اس سے پیشتر کی آیت میں ہے کہ ایسے لوگ فلاح پانے والوں سے ہیں ۔

وَلَا یَزْنُوْنَ۔ (پ۱۹ - فرقان - آخر رکوع)

اور وُہ زنا نہیں کرتے ۔

اس آیت میں زنا نہ کرنے والوں کی تعریف کی گئی ہے ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ زانی جب یہ فعل کرتا ہے تو ایمان اس کے دل سے نکل جاتا ہے ۔ بازاری ناول پڑھنے ، خراب سینما

دیکھنے، بدمعاشوں کی صحبت میں رہنے اور زیادہ طاقتور دوائیں کھانے سے اس قسم کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ ان چیزوں سے حتی الامکان بچنا چاہئے ٭

سائل کو جھڑکنا

وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (پ۳۰۔ والضحیٰ) } مانگنے والے کو مت جھڑک ٭

اگر فقیر کو کچھ نہ دیا جائے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں مگر اُس کو جھڑکنا، مذاق اڑانا۔ عار دلانا، یہ سب باتیں ممنوع ہیں، نہ صرف فقیر کو بلکہ بیجا طور سے ہر ایک کو جھڑکنا ناجائز ہے ہاں اگر کوئی شخص تندرست گداگری کا پیشہ کرتا ہے تو اُس کو سمجھانے میں کچھ حرج نہیں ۔ آجکل عام طور سے لوگوں نے گداگری کو ایک فن بنا لیا ہے۔ ایسے لوگوں کو ہرگز کچھ نہ دینا چاہئے۔ اسلام گداگری نہیں سکھاتا، مسجد کے اندر یا مسجد کے دروازوں پر سوال کرنے والوں

کو دینا مکروہ ہے۔ قرآن شریف پڑھ کر مانگنے والے کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔

سائل کو جھڑکنے سے نعمت کے سلب ہو جانے کا خطرہ ہے۔ خدا سے پناہ مانگنی چاہئے کہ اس نے ہمیں سائل نہ بنایا۔ بہت ممکن ہے سائل کو جھڑکنے سے کسی وقت ایسا ہی منظر سامنے آجائے اور پھر پچھتانا پڑے۔

سرگوشی

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (پ۲۸۔ المجادلہ۔ ع۲)	اے ایمان والو جب سرگوشی کیا کرو۔ تو گناہ اور ظلم کے لئے مت کیا کرو۔

آیت سے ظاہر ہے کہ سرگوشی کرنا ممنوع نہیں ہاں گناہ، ظلم کی بابت سرگوشی کرنا، کسی کی برائی کے بارے میں سرگوشی کرنا حرام ہے غرض اچھی باتوں کے لئے ایسا کرنا کچھ بُرا نہیں۔

لیکن مجلس میں اگر صرف تین ہی شخص ہوں تو ان میں سے دو آدمیوں کو علیٰحدہ جاکر گفتگو کرنا خواہ وہ اچھی ہی بات کیوں نہ ہو، ممنوع ہے اس سے تیسرے شخص کی دل آزاری ہوتی ہے۔ اور آدابِ مجلس کے بھی خلاف ہے۔ اگر محفل میں مجمع کثیر ہو تو چند آدمیوں کا علیٰحدہ جاکر گفتگو کرنا جائز ہے۔ حتیٰ الامکان اس سے پرہیز کرنا بہتر ہے، ممکن ہے کسی شخص کو یہ خیال گزرے کہ دیکھو انھوں نے مجھے اِس قابل نہ سمجھا، یا کہیں اس کو یہ شبہ ہو کہ یہ لوگ میرے بارے میں تو کچھ نہیں کہہ رہے +

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ تین لوگوں میں سے دو علیٰحدہ جاکر سرگوشی نہ کریں مبادا اس سے تیسرے شخص کو اپنے متعلق شبہ ہو، البتہ اگر تین سے زائد ہوں تو مضائقہ نہیں"+

سُستی

وَلَا تَهِنُوْا (پ۴ - آل عمران - ع۱۴) } سُستی مت کرو ۔
نرم زندگی گزارنے سے، باریک لباس پہننے،
لذیذ غذائیں کھانے، آرام طلبی سے، بادی چیزوں
کے استعمال سے سستی پیدا ہوتی ہے ۔
وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ } چاہتے ہیں وہ (کفار)
(پ۲۹ - القلم - ع ۱) } کہ تو سُست ہو جائے
تو وہ بھی ڈھیل ڈالدیں ۔
حضورؐ سے ارشاد ہے کہ آپ اعلاء کلمۃ الحق
میں سستی نہ کیجئے، کفار اس کے آرزو مند ہیں
کہ آپ خاموش ہوکر بیٹھ جائیں تو وہ بھی آرام
سے خواب غفلت میں پڑ جائیں ۔
سُستی نہ صرف آخرت کے لئے ضرر رساں
ہے بلکہ دنیاوی امور میں بھی باعث مضرت ہے
ایسے لوگ عموماً مصائب میں مبتلا رہتے ہیں ۔
اس کا علاج سوائے ہمت کے اور کچھ نہیں ۔
ورزش کرنا اور متذکرہ بالا چیزوں سے بچنا بھی

ایک حد تک فائدہ مند ہے۔

سنگدلی

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً (پ - بقرہ - ۹ع) } پھر تمہارے دل سخت ہو گئے پتھر کی مانند بلکہ اس سے بھی زیادہ

رفتہ رفتہ گناہوں سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جرائم پیشہ لوگوں کے دلوں میں رحم باقی نہیں رہتا وہ درندوں کے مانند ہو جاتے ہیں۔ جسقدر ان کے گناہ بڑھتے جاتے ہیں دل کی سختی بھی بڑھتی جاتی ہے۔ ابتداء میں مجرم کو اپنے کئے پر پشیمانی اور گھبراہٹ محسوس ہوا کرتی ہے۔ مگر بار بار ایسا کرنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ پھر اس کو احساس باقی نہیں رہتا۔

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (پ - آل عمران - ۱۷ع) } اگر تو (اے محمد) بدمزاج سخت دل ہوتا تو وہ تیرے پاس سے کبھی کے بھاگ گئے ہوتے۔

اس آیت میں حضورؐ سے خطاب ہے کہ اگر آپ سخت دل ہوتے تو کوئی بھی آپ کے پاس نہ آتا اللہ کی رحمت سے آپ رحمدل پیدا کئے گئے ہیں سنگدلی کا بہترین علاج ذکر موت ہے۔ حرام کھانے سے بھی دل سخت ہو جاتا ہے ؎

سُودخواری

یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا (پ۳۔ بقرہ۔ ع۶) } اللہ سود کو مٹا دیتا ہے ؎

اسلام میں سود لینا قطعاً حرام ہے۔ اسی طرح اس کا دینا بھی حرام ہے۔ مسلمان سود لیتے تو نہیں مگر دیتے خوب ہیں، حالانکہ احادیث سے دونوں کی حرمت ثابت ہے، موجودہ زمانہ کے چند یورپ زدہ نام نہاد علماء سود کی حلت کے درپے ہیں۔ یہ لوگ دنیا کے بندے ہیں اسلامی تعلیم اس کے قطعاً خلاف ہے ؎

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ } سُود کھانے والے قیامت کے دن ایسے اُٹھیں گے جیسے کہ اُن کو بھوت

مِنَ الْمَسِّ (حوالہ سابق) | لپٹ گیا ہو ۔

بنک میں روپیہ جمع کرنے پر جو سُود ملتا ہے اُس کو وصول کرکے کسی ضرورت مند کو دیدینا جائز ہے۔ اپنے خرچ میں لانا منع ہے سود کی حرمت کے بارے میں بہت احادیث نبی کریم سے مروی ہیں۔ ان سے علاوہ اور بھی آیات سود کے متعلق کلام پاک میں موجود ہیں۔

شراب نوشی

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا

(پ۲ - بقرہ - ۲۷ ع)

تجھ سے شراب اور جوئے کی بابت دریافت کرتے ہیں تو کہہ دے ان میں کچھ فائدے ہیں مگر ان کے نقصانات فائدہ سے بڑھے ہوئے ہیں ۔

بعض لوگوں نے حضور علیہ السلام سے شراب کے متعلق دریافت کیا تھا ان کے جواب میں یہ آیت حرمتِ شراب کے لئے نازل کی گئی تھی۔

شراب نوشی تمام بد اخلاقیوں کی جڑ ہے اسی لئے اس کو ام الخبائث کہتے ہیں، اسلام میں قطعاً حرام ہے۔ بعض مذاہب نے اگرچہ اس کو جائز رکھا ہے مگر انہوں نے بھی اس کی بہت برائی کی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ۔
(پ - المائدہ - ۱۲ ع)

اے ایمان والو شراب جوا، بت اور پانسے شیطان کے گندے کام ہیں ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تمہارے درمیان شراب اور جوا کے ذریعہ دشمنی اور بغض پھیلانا چاہتا ہے۔

شراب سے قوت غصہ بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عقل تو اس سے زائل ہی ہو جاتی ہے اس لئے ایسے لوگ ہمیشہ آپس میں جھگڑے فساد برپا کرتے رہتے ہیں۔

شیخی

وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰکُمْ ﴿ نہ شیخی کیا کرو اس کے
(پ۲۷ - الحدید - ۳ ع) ﴾ دئے ہوئے پر ۔

کم ظرف، جہاں ذرا بڑھتے ہیں شیخی بگھارنے لگتے ہیں وہ اپنی دولت و عزّت کو برداشت نہیں کرسکتے، شریف لوگ دولت و عزّت پانے پر بھی خاموش رہتے ہیں، شیخی انسان کو لوگوں کی نظروں سے گرادیتی ہے ۔

وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ ﴿ البتہ پسند نہیں کرتا کسی
فَخُوْرٍ (پ۲۷ - الحدید - ۳ ع) ﴾ اترانے والے فخر کرنیوالے کو ۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شیخی باز کی باتیں سُن کر لوگ اُس کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں ۔ بظاہر عزّت بھی کرنے لگتے ہیں، مگر جب وہ اُن کے سامنے سے چلا جاتا ہے تو وہی اس کا مذاق اڑاتے ہیں ۔ اس کے برعکس بڑے لوگ جو شیخی باز نہیں ہوتے ۔ لوگ اُن کی تعریف کیا کرتے ہیں، کہ دیکھو کیسا بڑا آدمی کسقدر تواضع کی باتیں کرتا ہے ۔

طعنہ زنی

وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (پ۲۶۔ الحجرات ۲۔ع) } کسی کو عیب نہ لگاؤ۔ اور چڑانے کیلئے بُرے نام نہ ڈالو ٭

انسان کو اپنے عیوب پر نظر رکھنی چاہیئے۔ طعنہ زن اپنے عیبوں سے اندھا ہوتا ہے۔ ہنسی اُڑانے کے لئے بُرے نام ڈالنا بھی گناہ ہے۔ اِس سے جھگڑے، فساد، کینہ و غضب پیدا ہوتے ہیں، اولاد کے بُرے نام رکھنا بھی اچھا نہیں ٭

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ (پ۳۰۔ الھمزہ) } خرابی ہے ہر طعنہ زن عیب جُو کے لئے ٭

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ هَمَّازٍ (پ۲۹۔ النون۔ شروع) } مت کہا مان کسی قسمیں کھانیوالے لوفر طعنہ زن کا ٭

طعنہ زن اپنی پگڑی بھی اُچھالتا ہے۔ اور دوسرے کی بھی، اگر کوئی تمہارے ساتھ یہ حرکت کرے تو اُس کا جواب نہ دو وہ خود خاموش ہو جائیگا۔ طعنہ زن جو عیب لگاتا ہے انصاف کی

نظر سے اُس کو اپنے اندر دیکھو اور کوشش کرو کہ یہ باتیں تم سے دور ہو جائیں +

ظلم

وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۔ (پ۲ ۔ بقرہ ۔ ع ۲۴)	کسی پر زیادتی نہ کرو۔ خدا زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا +

کسی کو بیجا تکلیف دینا، حق مارنا، ضرورت سے زیادہ بدلہ لینا، بے وجہ جانی و مالی نقصان پہنچانا ظلم کہلاتا ہے، بنا بر بغض و عداوت کے بھی نا انصافی کرنا ممنوع ہے، چنانچہ فرماتے ہیں +

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا (پ۶ ۔ المائدہ ۔ شروع)	نہ آمادہ کردے تم کو ظلم کرنے پر دشمنی اس قوم کی جس نے تم کو مسجد حرام میں جانے سے روکا تھا +

ظالموں کی مذمت سے قرآن پاک اور کتب احادیث بھری ہوئی ہیں، شریعتوں کے قوانین،

حکومتوں کے قوانین سب اسی کے بند کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں، کوئی صاحبِ عقل اس سے اختلاف نہیں کرتا کہ ظلم انتہائی بُری چیز ہے۔ جانوروں پر بھی ظلم کرنا حرام ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں مروی ہے۔

حقوق والدین

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا
(پ۱۵ - بنی اسرائیل - ع۳)

تیرے پروردگار نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہیں اور والدین کے ساتھ احسان کرو اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو ان کو اُف بھی مت کہو اور نہ اُن کو جھڑک اور ان سے عمدہ باتیں کرو

ان کیلئے رحمت کے بازو بچھا دے اور کہہ اے پروردگار ان پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے مجھے بچپنے سے پالا ؛

ماں باپ اگر بوڑھے ہو جائیں تو ان کو کمزور سمجھ کر (تو) بھی مت کہہ۔ یہ آیت کس قدر عجیب ہے کسی آسمانی و غیر آسمانی کتاب میں اس سے بہتر مضمون اطاعتِ والدین کے بارے میں نہیں ملتا ؛

ماں باپ کی نافرمانی سوائے واجبات و فرائض کی مخالفت کے حرام ہے، فی زمانہ والدین کا لوگ بہت ہی کم خیال کرتے ہیں اور تعلیمیافتہ حضرات تو والدین کو کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ حالانکہ اس طبقہ کا فرض تھا کہ والدین کی زیادہ سے زیادہ قدر کرتا ؛

عیب جوئی

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ (پ۳۰۔ الھمزہ) } خرابی ہے ہر طعنہ زن عیب جو کے لئے ؛

دوسروں کی عیب جوئی سے بھی کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ سوائے فتنہ و فساد میں پڑنے کے، چار آدمیوں کو اپنا دشمن بنانے کے اور کچھ نہیں ملتا۔ دُنیا میں تو اس کی سزا اس صورت سے ملتی ہے اور آخرت میں ماخوذ ہوتا ہے، مرد وہ ہے جو اپنے عیبوں کی جستجو میں رہتا ہے، اس طور سے اپنی اصلاح ہو سکتی ہے مگر غیروں کی عیب جوئی سے کیا فائدہ۔ مشہور مثل ہے "اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں آیا کرتا اور دوسرے کی آنکھ کا تنکا بھی شہتیر معلوم ہوتا ہے"

عیب ہر شخص میں ہوتے ہیں اور جن لوگوں میں عیب زیادہ ہوتے ہیں وہ سب سے زیادہ عیب جو ہوتے ہیں۔

انسان کو چاہیئے ہمیشہ غیروں کے عیوب سے چشم پوشی کرے اور اپنے عیوب کی جستجو میں رہے۔

غرور

فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ } غرور کرنے والوں کا بُرا ٹھکانا ہے۔
(پ۲۴ - الزمر - آخر)

ہر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم ہے - ملاحظہ ہو +

ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ (پ ۲۴ - المومن - ۸ ع)	یہ اُس کا بدلہ ہے کہ تم زمین پر ناحق اتراتے پھرتے تھے اور اکڑتے تھے، جہنم میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ کیلئے، غرور کرنیوالوں کا بُرا ٹھکانا ہے +

دنیا میں بھی غرور کرنے والے ہمیشہ ذلیل ہوتے ہیں +

فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ - (پ ۲۶ - احقاف - ع ۲)	آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائیگا - تم ناحق زمین پر تکبر کرتے تھے +

احادیث میں متکبرین کی سی وضع بنانے کو بھی منع فرمایا ہے موچھیں چڑھانا، اکڑ کر چلنا، متکبرانہ انداز سے بیٹھنا، گفتگو کرنا، یہ سب باتیں ناجائز ہیں +

غصب

وَلَا تَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بِالْبَاطِلِ (پ۲ - بقرہ - ع۲۳)	ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ ✦

دھوکے یا زبردستی سے کسی کا مال لے لینا غصب کہلاتا ہے۔ یہ قطعاً حرام ہے، تقریباً یہی الفاظ سورہ نساء پ۵ رکوع ۵ میں آئے ہیں ✦

وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (پ۴ - آل عمران - رکوع۱۷)	جو کوئی چھپائیگا وہ لائیگا اپنا چھپایا ہوا قیامت کے دن ✦

خیانت کرنے والا روز قیامت اپنے خیانت کردہ مال کو چھپا نہ سکیگا۔ غصب و غبن کرنے والے کا بھی یہی حال ہوگا، ایسی حرکتیں دنیا میں بھی ذلت و رسوائی، بیماری و تباہی کا باعث ہو جاتی ہیں، غصب کی حرمت کے بارے میں حضور سے کثیر احادیث مروی ہیں ✦

غصّہ

وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ (پ۲۵ - الشوریٰ - ۳۷) } جب غصّہ آتا ہے تو وہ معاف کر دیتے ہیں۔

اس آیت میں غصّہ کو ضبط کرنے والوں کی تعریف کی گئی ہے چونکہ انسان کے خمیر میں آگ بھی شامل ہے۔ اس لئے غصّہ کا پیدا ہونا ایک طبعی امر ہے، بُری باتوں پر غصہ ہونا یقیناً بہتر ہے۔ ایسے ہی مقامات کے لئے قدرت نے اس خصلت کو پیدا کیا ہے مگر بے محل استعمال کرنا معیوب ہے۔ حضور سے ایک صحابی نے دریافت کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسا مختصر کام بتا دیں جس کو میں کر سکوں جو میری نجات کا باعث ہو آپ نے فرمایا "لَا تَغْضَبْ یعنی غصہ سے بچ" پھر اس شخص نے دوبارہ یہی سوال کیا۔ آپ نے یہی الفاظ جواب میں فرمائے پھر تیسری بار اس نے اپنے سوال کو دوہرایا آپ نے پھر یہی فرمایا کہ غصّہ سے بچ، اس روایت سے غصّہ کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے، رفتہ رفتہ ضبط کرنے سے تحمل کی عادت ہو جاتی ہے۔ زیادہ

مرچیں استعمال کرنے سے اور گرم چیزوں کے کھانے سے غصّہ بڑھتا ہے۔

غیبت

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِہْتُمُوْہُ (پ۲۶ - حجرات - ع۲)

نہ غیبت کرے تم میں سے کوئی کسی کی کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تم اس سے نفرت کرتے ہو۔

پیٹھ پیچھے کسی کو بُرا کہنا غیبت کہلاتا ہے۔ اگرچہ وہ عیب حقیقتہً اس کے اندر موجود ہو اگر وہ عیب اُس میں نہیں ہے تو وہ افتراء اور بہتان کہلاتا ہے جو اس سے بھی زیادہ سخت ہے عموماً لوگ حتیٰ کہ اکثر مولوی بھی یہ سمجھتے ہیں کہ پیٹھ پیچھے کسی کے حقیقی عیب کو بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں حالانکہ یہ غلط ہے اسی وجہ سے ہمارے حضرات علماءِ کرام کی مجلسیں غیبت سے پُر رونق رہتی ہیں، افسوس ہے جہاں داڑھیاں ناپی

تولی جاتی ہیں اور پاجامہ کی درازی نگاہوں میں رکھی جاتی ہے وہاں "الغیبتہ اشد من الزنا" (حدیث) (غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے) کا کچھ خیال نہیں کیا جاتا، نہ معلوم یہ کیسا تقویٰ و طہارت ہے خدا جانے ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ مستحبات کے تو درپے رہتے ہیں اور حرام کا ارتکاب کرتے ہیں، ایسی کھلی ہوئی آیت و حدیث کو یہ مدعیان زہد و تقویٰ کس طرح بھول جاتے ہیں۔

فتنہ و فساد

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (پ۲ - بقرہ - ۲۴ع) } فتنہ زیادہ سخت ہے قتل سے ۔

اس پارہ کے رکوع ۲۷ میں بھی یہی الفاظ آئے ہیں مگر اس میں اشد کی جگہ اکبر کا لفظ ہے ۔

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا (پ۸ - اعراف - ۷ع) } مت پھیلاؤ زمین میں فساد اصلاح کے بعد۔

نیک بادشاہ سے بغاوت کرنے والوں کا بھی یہی حکم ہے ۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ (پ۲ - بقرہ - ع ۲۵) } اللہ کو پسند نہیں ہے فساد ؎

مفسدین کا اتباع کرنا، ان کی ہاں میں ہاں ملانا، ان کی امداد کرنا، امان دینا، یہ سب باتیں ممنوع ہیں ؎

فتنہ اگر کسی قسم کے جھوٹ بولنے سے دب سکتا ہو تو ایسے موقعہ پر جھوٹ بولنا جائز ہے، کلام پاک میں مفسدین کی متعدد جگہ مذمت آئی ہے ؎

فخر

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (پ۵ - النساء - ع ۶) } خدا پسند نہیں کرتا اترانے والے فخر کرنیوالے کو ؎

مال و دولت، علم، حسب و نسب ان سب پر فخر کرنا بُرا ہے - اترا کر چلنا بھی منع ہے - چنانچہ فرماتے ہیں :-

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا - } زمین پر اکڑ کر مت چل تو زمین کو پھاڑ نہیں سکتا اور نہ پہاڑوں کے

(پ۱۵ - بنی اسرائیل - ۴ع) برابر لانبا ہوسکتا ہے۔

بطور تحدیثِ نعمت اور شکر خداوندی، ذکر نعمت جائز ہے، مگر فخریہ انداز نہ ہونا چاہیئے۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (پ۴ - آل عمران ع۱۹)	جو لوگ اللہ کے دیئے پر اتراتے ہیں اور نہ کیئے پر تعریف چاہتے ہیں وہ عذاب سے نہیں بچینگے اُن کیلئے سخت مار ہے

کبھی دنیا میں بھی فخر کرنے کی وجہ سے نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں۔

قتل

قتل

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (پ۵ - النساء - ۱۳ع)	جو کوئی کسی ایماندار کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے ہمیشہ کیلئے اور اللہ کا اس پر غضب ہُوا، اللہ نے اس پر لعنت

کی اور اس کیلئے بڑا عذاب تیار کیا۔

قتلِ عمد - مذہب و قانون میں بُرا ہے - یہ آیت قتلِ مومن کے بارے میں نازل ہوئی تھی، ذیل میں ایک دوسری آیت درج کی جاتی ہے ؛

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا - (پ - المائدہ - ۵ ع)

جس نے قتل کیا کسی کو بغیر جان کے عوض کے یا فساد کے تو گویا اُسنے تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا۔

مطلب یہ ہے کہ قاتل کو قصاص کیلئے قتل کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں اسی طرح بغاوت و فساد پھیلانے والے یا ڈاکہ زنی کرنے والے کا قتل بھی جائز ہے مگر بالکل بے خطا انسان کو قتل کر دینا، تمام لوگوں کے قتل کر دینے کے مماثل ہے ؛

قطع رحمی

وَيَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ (پ - البقرہ - ۳ ع)

اور قطع کرتے ہیں جس کے ملانے کا اللہ نے حکم دیا ؛

عزیزوں سے بدسلوکی کرنا ، اُن سے تعلقات منقطع کرنا ، اپنی مصیبتوں کو خود دعوت دینا ہے عزیز و اقارب خواہ کیسے ہی بُرے کیوں نہ ہوں مگر ان سے ضرور تعلقات رکھنے چاہئیں۔ نہ معلوم انسان پر کیا وقت آئے ، نیز فطرت بدلہ لیتی ہے ۔ ممکن ہے لوگ بھی ایسے شخص کی اولاد سے ایسا ہی بدلہ کریں ۔ اور پھر اس کے بچے پریشان ہوں ۔

بعض لوگوں میں یہ عادت ہے کہ جہاں ذرا وہ بڑے بنے ، صاحبِ دولت و ثروت ہوئے اور عزیزوں سے تعلقات منقطع کرنا شروع کر دئے ایسے لوگ عموماً تکلیف اُٹھاتے ہیں کبھی بڑے لوگوں کا کام چھوٹوں سے بھی پڑ جاتا ہے ۔ بلکہ آئے دن چھوٹوں سے معمولی معمولی کام نکلتے ہی رہتے ہیں ۔ احادیث میں بھی قطع رحم کی ممانعت آئی ہے

کتمانِ حق

اے اہلِ کتاب کیوں	يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ

الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ (پ۳ ۔ آل عمران ۔ ۷ ع)

حق میں باطل کو ملاتے ہو اور کیوں حق کو چھپاتے ہو جان بوجھ کر ۔

اگرچہ آیت میں ایک خاص گروہ سے خطاب ہے ۔ مگر کتمانِ حق عموماً ممنوع ہے ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۔ (پ۲ ۔ بقرہ ۔ ۱۹ ع)

جو لوگ چھپاتے ہیں ہماری کھلی آیتوں اور ہدایت کو ہمارے بیان کر دینے کے بعد کتاب میں ایسے لوگوں پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرتے ہیں لعنت کرنے والے ۔

جس پر خدائے تعالےٰ لعنت کرتا ہے ، وہ شخص کسقدر برا ہوگا ، حضور نے فرمایا ہے ۔ "افضل الجہاد کلمۃ الحق عند سلطان جائر" سب سے بڑا جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کا کہنا ہے ، گواہی کے متعلق بھی یہی ہے جو شخص شہادت کو چھپاتا ہے باوجود دیکھ لینے کے وہ گنہگار ہوتا ہے ۔

کم تولنا

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۔ (پ ۲۷ ۔ الرحمٰن ۔ ا ع)	انصاف سے تولو ۔ کم مت تولو ۔

کم تولنا حرام ہے اس سے مال تجارت میں برکت نہیں رہتی ؛

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ (پ ۳۰ ۔ التطفیف)	افسوس ہے اُن کم تولنے والوں پر جو لیتے وقت پُورا چاہتے ہیں ۔ اور دیتے وقت کم تولتے اور کم ماپتے ہیں ؛

حقیقتاً یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جب یہ کم تولنے والے خود سودا خریدتے ہیں تو چاہتے ہیں پُورا ملے بلکہ کچھ زیادہ ملے ۔ مگر جب دوسروں کو دیتے ہیں تو پھر پورا تولنا نہیں چاہتے ؛

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ	پُورا ماپ کردو کم مت دو وزن کرو سیدھی

الْمُسْتَقِيْمِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآئَهُمْ (پ ۱۹ - الشعراء - ع ۱۰)	ترازو سے اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں سے کم مت دو۔

کینہ

وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا (پ ۲۸ - الحشر - ع ۹)	اے رب مت ڈال ہمارے دلوں میں کینہ۔

دل میں دشمنی کو چھپائے رکھنا، کینہ کہلاتا ہے۔ یہ منافقت کی دلیل ہے۔ چھپا ہوا دشمن بہ نسبت ظاہر دشمن کے بہت خطرناک ہوتا ہے۔ جو لوگ کمزور ہوتے ہیں ان میں کینہ زیادہ ہوتا ہے۔ کمزوری کی وجہ سے وہ بدلہ پر قادر نہیں ہوتے، لہٰذا دل ہی دل میں اُن کی دشمنی پرورش پاتی رہتی ہے۔ بعض لوگ مرے ہوئے لوگوں سے کینہ رکھتے ہیں، ان کی اولاد سے بدلہ لیتے ہیں یا جب کبھی اُن کا ذکر آتا ہے تو بُرائی کرتے ہیں، ایسے لوگ بدترین انسان ہیں، یہ کینہ کا انتہائی کمینہ درجہ ہے۔

جاہلوں ۔۔۔ ہیں کہ حقیقی ۔۔۔ دتوں سے پناہ مانگی ہے۔ ۔۔۔ ر ہوتا ہے یہ لوگ دوستانہ طور پر اپنے دشمن کو نقصان پہنچاتے ہیں، جو نہایت بزدلانہ حرکت ہے ؂

لغویات

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (آخر سورہ الفرقان) } جب لغویات پر گزرتے ہیں تو گزر جاتے ہیں بزرگانہ

یعنی خدا کے بندے جب لغو و بیہودہ چیزوں کی طرف سے گزرتے ہیں تو وہ دیکھتے بھی نہیں حضور نے فرمایا ہے مومن کی پہچان یہ ہے۔ کہ وہ نکمی باتوں کی طرف دھیان نہیں دیتا ؂

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ (پ۲۰ - القصص - ع ۶) } اور جب سنیں نکمی باتیں تو ان سے اعراض کریں ؂

جو لوگ لغو باتوں سے بچتے ہیں ان کی اس آیت میں تعریف کی گئی ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ اگر کسی مجلس میں لغو باتیں ہونے لگیں تو وہاں مت بیٹھو اور ان کی باتوں کو مت سنو،

لغویات سے اس لئے روکا گیا۔ یعنی ایسی باتوں سے اکثر ناگوار باتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور وقت بھی فضول ضائع ہوتا ہے ۔

ناشکری

وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ (پ۲ ۔ بقرہ ۔ ۱۸ ع) — میرا شکر کرو نا شکری مت کرو ۔

ناشکری کرنے سے نعمت زائل ہو جاتی ہے ۔

مَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ — جو شکر کرتا ہے تو اپنی بھلائی کے لئے کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے وہ اپنے لئے برا کرتا ہے اللہ غنی و حمید ہے ۔

اپنے محسن کا شکریہ ادا نہ کرنا اس کی دی ہوئی چیز میں عیب نکالنا نہایت مذموم ہے جو کچھ کسی سے ملے خواہ وہ تمہاری شان کے لائق نہ ہو۔ ضرور اس کا شکریہ ادا کرو تاکہ اس کا دل

خوش ہوتے ہیں کہ حقیقی کرنے سے بہت سے فائدوں کی امید ہے۔ یہ ایک اخلاقی فریضہ بھی ہے۔ منعم حقیقی کی ناشکری کرنا تو پھر کیونکر درست ہوسکتا ہے

نفاق

هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ۔
(پ ۴ - آل عمران - ۱۷ ع)

وہ لوگ اُس دن کفر سے زیادہ قریب ہیں بہ نسبت ایمان کے، کہتے ہیں اپنے منہ سے جو نہیں ہے انکے دلوں میں

ظاہر و باطن، زبان و دل کے مطابق نہ ہونے کو نفاق کہتے ہیں، یہ عادت بزدلوں میں زیادہ ہوتی ہے، نفاق کو کُفر سے قریب فرمایا ہے۔ اسی سے اس کی مذمت ظاہر ہے۔

بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا۔
(پ ۵ - النساء - ۲ ع)

منافقین کو خوشخبری سنا دے کہ اُن کے لئے تکلیف دہ عذاب ہے۔

اِس رکوع میں آگے یہ آیت ہے اِنَّ اللّٰہَ

جَامِعُ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْكَافِرِيْنَ جَمِيْعًا۔ یعنی اللہ تعالیٰ منافقین و کافرین کو جہنم میں ایک جگہ رکھے گا۔ یہ آیات اگرچہ خاص قسم کے نفاق کے بارے میں ہیں مگر پھر بھی ان سے نفاق کی برائی مترشح ہوتی ہے۔

نفس پرستی

فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰى اَنْ تَعْدِلُوْا (پ۵۔ النساء۔ ع ۲۰) خواہشات کا اتباع نہ کرو انصاف کرنے میں۔

اتباع خواہشات یا نفس پرستی انسان کو ہمیشہ مصیبتوں اور گناہوں میں مبتلا کرتی ہے اور ہر وقت انسان کو پریشان رکھتی ہے۔ ایک خواہش پوری ہو جاتی ہے تو پھر دوسری کا تقاضا شروع ہوتا ہے پھر تیسری، چوتھی، پانچویں غرض یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا، نہ کبھی سیری ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفس پرستی موجب اطمینان و سکون نہیں بلکہ نفس کشی سبب مسرت و سکون ہے، جو لوگ اس میدان میں قدم رکھ چکے ہیں۔

وہ جانتے ہیں کہ حقیقی مسرت اتباع نفس کے ساتھ کبھی جمع نہیں ہوسکتی ۔

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۔ (پ ۲۱ - الروم - ۴ ع)

بلکہ ظالم اپنی خواہشات کا اتباع کرتے ہیں ، بغیر جانے بوجھے ۔

نفس پرست خواہشات کے بس میں ہوتا ہے اُس کو بُرا بھلا کچھ محسوس نہیں ہوتا ، جی اس کو جیسا حکم کرتا ہے اُس کے موافق ناچتا ہے ، تصوف کی کتابوں میں اس مرض کے دفع کرنے کی مفصل ترکیبیں لکھی ہیں ۔

ہنسی اُڑانا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۔ (پ ۲۶ - الحجرات - ۲ ع)

اے ایمان والو کوئی کسی کا مذاق نہ اُڑائے شاید وہ اِن مذاق اڑانیوالوں سے بہتر ہوں اور نہ کوئی عورت کسی کا مذاق بنائے شاید وہ اُن سے بہتر ہوں ۔

ہنسی اڑانا بیہودہ، لوفر اور بیکاروں کا کام ہے عورتوں میں یہ عادت زیادہ ہوتی ہے اس لئے آیت میں خصوصیت سے عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے

قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ (پ۱ - بقرہ - ۸ ع)	وہ بولے کیا تو ہم سے ہنسی کرتا ہے (موسیٰ نے کہا پناہ بخدا کہ میں جاہلوں سے ہوں ٭

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذبح بقرہ کے متعلق ان کی قوم نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ مذاق تو نہیں فرما رہے آپ نے فرمایا، مذاق اڑانا تو جاہلوں کا پیشہ ہے، حقیقت یہی ہے کہ جہلا ہر وقت مذاق ہنسی میں رہتے ہیں۔ مذاق بنانا علماء کی شان سے نہیں البتہ ظرافت جائز ہے۔ بشرطیکہ دائرہ تہذیب میں ہو ٭

تمام شد

شیخ نیاز احمد پرنٹر و پبلشر نے امرت الیکٹرک پریس ریلوے روڈ لاہور میں چھپوا کر کشمیری بازار لاہور سے شائع کی

قرآنی اخلاق

عبد الصمد صارم
فاضل دیوبند۔ مولوی فاضل۔ فاضل جامع ازہر

کتاب منزل لاہور